﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک08 مئی 2015ء | 19 رجب 1436 ہجری قمری ❁ 08 ہجرت 1394 ہجری شمسی | شمارہ19

اللہ کے بندے

حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بُرے بندے وہ ہیں جو غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں۔ پیاروں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں۔ اور نیک لوگوں کو مشقت اور ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر17312)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا کی محبّتِ کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔

خدا کا قانون قدرت اور ایسا ہی صحیفۂ فطرت جس کا سلسلہ قدیم سے اور انسان کی بنیاد کے وقت سے چلا آتا ہے وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق شدید پیدا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے احسان اور حسن سے تمتع اٹھایا ہو

’’خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلیٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اُس پر اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا تھا اور آپ کے ذرّہ ذرّہ اور رگ اور ریشہ میں خدا کی محبت اور خدا کی عظمت ایسے رچی ہوئی تھی کہ گویا آپ کا وجود خدا کی تجلّیات کے پورے مشاہدہ کے لئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا کی محبت کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص جو کسی دوسرے شخص سے محبت کرتا ہے وہ یا تو اس کے کسی احسان کی وجہ سے اُس سے محبت کرتا ہے اور یا اُس کے حسن کی وجہ سے کیونکہ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے اُس وقت سے آج تک تمام بنی آدم کا متفق علیہ یہ تجربہ ہے کہ احسان محبت کی تحریک کرتا ہے اور باوجود اس کے کہ بنی آدم اپنی طبائع میں بہت سا اختلاف رکھتے ہیں تاہم جمیع افراد انسانی کے اندر یہ خاصیّت پائی جاتی ہے کہ وہ احسان سے ضرور بقدر اپنی استعداد کے متأثر ہو کر محسن کی محبت دل میں پیدا کر لیتے ہیں یہاں تک کہ نہایت خسیس اور سنگدل اور کمینہ فرقہ انسانوں کا جو چور اور ڈاکو اور دیگر جرائم پیشہ لوگ ہیں جو بذریعہ مختلف قسم کے جرائم کے وجہ معاش پیدا کرتے ہیں وہ بھی احسان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک چور جس کا نقب زنی کام ہے اگر اس کو رات کے وقت دو گھروں میں نقب لگانے کا موقع ملے اور ان دونوں میں سے ایک ایسا شخص ہو جو کبھی اس نے اس کے ساتھ نیکی کی تھی اور دوسرا محض اجنبی ہو تو اس چور کی فطرت باوجود سخت ناپاک ہونے کے ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرے گی کہ نقب کے وقت اجنبی کے گھر کو تو عمداً چھوڑ دے اور اس اپنے دوست کے گھر میں نقب لگاوے۔ بلکہ انسان تو انسان حیوانات اور درندوں میں بھی یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ احسان کرنے والے پر حملہ نہیں کرتے۔ چنانچہ اس بارہ میں کتّے کی سیرت اور خصلت اکثر انسانوں کے تجربہ میں آ چکی ہے کہ کس قدر وہ اپنے محسن کی اطاعت اختیار کرتا ہے۔ پس اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ احسان موجب محبت ہے۔ ایسا ہی حسن کا موجب محبت ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ حسن کے مشاہدے میں ایک لذّت ہے اور انسان ایسی چیز کی طرف طبعاً میل کرتا ہے جس سے اس کو لذّت پیدا ہوتی ہے۔ اور حسن سے مراد صرف جسمانی نقوش نہیں ہیں کہ آنکھ ایسی ہو اور ناک ایسا ہو اور پیشانی ایسی ہو اور رنگ ایسا ہو بلکہ اس سے مراد ایک ذاتی خوبی اور ذاتی کمال اور ذاتی لطافت ہے جو کمال اعتدال اور بے نظیری سے ایسے مرتبہ پر واقع ہو جو اس میں ایک کشش پیدا ہو جائے۔

پس تمام وہ خوبیاں جن کو انسانی فطرت تعریف میں داخل کرتی ہے حسن میں داخل ہیں اور انسان کا دل ان کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک ایسا پہلوان بہادر سرآمد روزگار نکلا ہے کہ کوئی شخص کُشتی میں اُس کے ساتھ برابری نہیں کر سکتا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ شیروں کو بھی ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے اور میدان جنگ میں اپنی شجاعت اور طاقت سے ہزار آدمی کو بھی شکست دے سکتا ہے اور ہزاروں دشمنوں کے محاصرہ میں آ کر جان بچا کر نکل جاتا ہے تو ایسا شخص بالطبع دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا اور لوگ ضرور اُس سے محبت کریں گے اور گو لوگوں کو اس کی اس بے مثل پہلوانی اور شجاعت سے کچھ بھی فائدہ نہ ہو بلکہ وہ کسی دور دراز ملک کا رہنے والا ہو جس کو دیکھا بھی نہ ہو یا اس زمانہ سے وہ پہلے گزر چکا ہو مگر تاہم لوگ اس کے قصوں کو محبت سے سنیں گے اور اس کے ان کمالات کی وجہ سے اس سے محبت کریں گے۔ سو اس محبت کی کیا وجہ ہے؟!! کیا اس نے کسی پر احسان کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ احسان تو اس نے کسی پر نہیں کیا۔ پس بجز حُسن کے اس کی کوئی اور وجہ نہیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ یہ تمام روحانی خوبیاں حسن میں داخل ہیں اور اُن کا نام حسنِ اخلاق اور حسنِ صفات ہے جو حسنِ اعضا کے مقابل پر واقع ہے۔ اور احسان میں اور حسن اخلاق اور حسن صفات میں یہ فرق ہے کہ کسی شخص کے نیک خُلق یا نیک صِفت کو اُس وقت اور اُس شخص کی نسبت احسان کے نام سے موسوم کیا جائے گا جبکہ ایک شخص اس نیک خُلق یا نیک صفت کے اثر سے متمتع ہو جائے اور اس سے کوئی فائدہ اٹھالے۔ پس وہ شخص جو اس نیک خُلق اور نیک صفت سے فائدہ اٹھائے گا اس کی نسبت وہ نیک خُلق اور نیک صفت احسان ہو گا جس کا ذکر بطور مدح اور شکر کے وہ کرے گا۔ لیکن دوسرے لوگوں کی نسبت وہ نیک خلق اس کا حُسن میں داخل ہو گا۔ مثلاً صفت فیّاضی اور سخاوت اس شخص کے حق میں احسان ہے جو فیضیاب ہوا مگر دوسروں کی نظر میں حسنِ صفات سمجھا جائے گا۔

غرض خدا کا قانون قدرت اور ایسا ہی صحیفۂ فطرت جس کا سلسلہ قدیم سے اور انسان کی بنیاد کے وقت سے چلا آتا ہے وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق شدید پیدا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے احسان اور حسن سے تمتع اٹھایا ہو۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ احسان سے مراد خدا تعالیٰ کے وہ اخلاقی نمونے ہیں جو کسی انسان نے اپنی ذات کی نسبت بچشم خود دیکھے ہوں۔ مثلاً بیکسی اور عاجزی اور کمزوری اور یتیمی کے وقت میں خدا اس کا متولّی ہوا ہو اور حاجتوں اور ضرورتوں کے وقت میں خدا نے خود اس کی حاجت براری کی ہو۔ اور سخت اور کمر شکن غموں کے وقت میں خدا نے خود اس کی مدد کی ہو۔ اور خدا کی طلبی کے وقت میں بغیر توسّط کسی مرشد اور ہادی کے خود خدا نے اُس کو رہنمائی کی ہو۔ اور حُسن سے مراد بھی وہی خدا کی صفات حسنہ ہیں جو احسان کے رنگ میں بھی ملاحظہ ہوتی ہیں۔ مثلاً خدا کی قدرت کاملہ اور وہ رِفق اور وہ لطف اور وہ ربوبیّت اور وہ رحم جو خدا میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ عام ربوبیّت اُس کی جو مشاہدہ ہو رہی ہے۔ اور وہ عام نعمتیں اس کی جو انسانوں کے آرام کے لئے بکثرت موجود ہیں۔ اور وہ علم اس کا جس کو انسان نبیوں کے ذریعہ سے حاصل کرتا اور اس کے ذریعہ سے موت اور تباہی سے بچتا ہے۔ اور اس کی یہ صفت کہ وہ بیقراروں درماندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خوبی کہ جو لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں وہ اُن سے زیادہ اُن کی طرف جھکتا ہے۔ یہ تمام صفات خدا کی اس کے حسن میں داخل ہیں۔ اور پھر وہی صفات ہیں کہ جب ایک شخص خاص طور پر ان سے فیضیاب بھی ہو جاتا ہے تو وہ اُس کی نسبت احسان بھی کہلاتی ہیں گو دوسرے کی نسبت فقط حُسن میں داخل ہیں‘‘۔

(عصمت انبیاء علیہم السلام۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 666-669)

جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز (Marshall Islands) کے پہلے جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب اور بابرکت انعقاد

❁......مختلف تعلیمی وتربیتی موضوعات پر تقاریر۔ ❁......باجماعت نماز تہجد۔ ❁......للّٰہی محبت واخوت کا روح پرور ماحول۔ ❁......حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ کے شاملین کے لئے خصوصی پیغام۔ احباب جماعت کو نہایت اہم نصائح۔ ❁......240 افراد کی جلسہ میں شمولیت۔ ❁...... پریس اور میڈیا میں جلسہ کی تشہیر۔

محمد مطیع اللہ جوئیہ۔ مبلغ سلسلہ مارشل آئی لینڈز

خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح ومہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت دی کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ یہ عظیم الشان وعدہ کئی رنگ میں پورا ہوا اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کے قیام کا بھی اس الہام کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔

مارشل آئی لینڈز Pacific Ocean میں International Dateline سے مغرب کی جانب سب سے پہلا ملک ہے۔ اور اس لحاظ سے حقیقی طور پر مارشل آئی لینڈز دنیا کا کنارہ کہلانے کا مستحق ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی کے نتیجے میں جماعت احمدیہ امریکہ کو جزیرہ ماجورو میں مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام ’’بیت الاحد‘‘ رکھا۔ ماجورو جزیرہ کی شکل سمندر میں دائرے کی صورت میں ہے ۔ اس کی آبادی تقریباً 25000 ہے اور یہ جزیرہ قریباً آدھا کلومیٹر چوڑا اور 50 کلومیٹر لمبا ہے۔ اس ملک کی اکثریت عیسائیت سے تعلق رکھتی ہے۔

ستمبر 2012ء میں مسجد بیت الاحد کا افتتاح کیا گیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے یہاں پر جماعت کو غیر معمولی ترقیات سے نوازا ۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب تک 184 لوگوں نے بیعت کر لی ہے اور یہ تعداد مزید بڑھ رہی ہے۔ الحمد للّٰہ، ثُمّ الحمد للّٰہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کو پہلا اور تاریخ ساز جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ مؤرخہ 3۔4 اپریل 2015ء کو جزیرہ ماجورو کے معروف International Convention Centre میں منعقد ہوا۔ اس پہلے جلسہ کی قدرے تفصیلی رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

❁......انتظامی لحاظ سے اس جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس جلسہ کے تمام انتظامات نومبائعین نے از خود کئے۔ جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات کو بنیادی اور روایتی طور پر تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ جلسہ سالانہ، جلسہ گاہ اور خدمت خلق۔ افسر جلسہ سالانہ کی خدمات مکرم سیم علی نینا صاحب (نائب امیر جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز) افسر خدمت خلق کی خدمات قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم جیڈ بشیر صاحب اور افسر جلسہ گاہ کی خدمات مکرم یحیٰ لقمان صاحب مبلغ کوسرائے کو ادا کرنے کی سعادت ملی۔ اس جلسہ کی تیاری تقریباً ڈیڑھ سے دو ماہ قبل شروع کی گئی تھی ۔ تمام ناظمین شعبہ جات نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط لکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ ذمہ داری احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر ناظم نے اپنے شعبہ کے لئے رضا کاران /معاونین کے نام تجویز کئے ۔ ناظمین کو ان کے شعبہ سے متعلق تمام امور اور ذمہ داریوں پر مشتمل تحریری لائحہ عمل دیا گیا۔ اس کے بعد ہفتہ میں دو بار میٹنگز کے ذریعہ ان کی رہنمائی کی جاتی رہی۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مشفقانہ دعاؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام ناظمین نے بڑی ذمہ داری اور لگن کے ساتھ خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کام کیا۔ الحمدللہ۔

شعبہ اشاعت

ناظم: مکرم جوحمزہ ٹیلی صاحب:

جلسہ سالانہ کی تشہیر کی تیاریاں ڈیڑھ دو مہینہ قبل ہی شروع کر دی گئیں۔ تاہم جلسہ سے چند ہفتہ قبل شہر کی تمام معروف دکانوں اور مرکزی جگہوں پر پوسٹر لگائے گئے۔ دوسو سے زائد personalized دعوت نامے تقسیم کئے گئے ۔سوشل میڈیا کے ذریعہ جلسہ کی اطلاع دی گئی۔ ریڈیو پر اعلان کروائے گئے ۔مختلف اخبارات کو پریس ریلیز بھیجی گئی۔ مجلسِ عاملہ کے ہر ممبر اور تمام ناظمین نے غیر از جماعت مہمان ساتھ لانے کا وعدہ کیا۔

شعبہ رجسٹریشن

ناظم: مکرم برنی بشارت صاحب: تمام ناظمین سے ان کے شعبہ کے رضا کاران کے نام لے کر ان کے لئے ڈیوٹی کارڈز چھاپے گئے۔ confirmed غیر از جماعت مہمانوں کے خصوصی رجسٹریشن کارڈز بنا کر ان کو جلسہ کے آغاز سے قبل ہی تقسیم کر دیئے گئے۔ اسی طرح جماعت کے ممبران کے رجسٹریشن کارڈز بھی پہلے ہی ان کو دے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ رجسٹریشن کے لیے جلسہ گاہ اور مسجد ’’بیت الاحد‘‘ میں رجسٹریشن ڈیسک بھی لگایا گیا۔

شعبہ پروگرام

ناظم : مکرم جولینڈ عدیل صاحب: تقاریر کے علاوہ تقریباً تمام presentations لوکل نومبائعین سے کروائی گئیں۔ نومبائعین نے نظم وقصیدہ اور انگریزی و مارشلی ترجمہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تمام تقاریر کا ترجمہ بھی لوکل زبان میں ساتھ ساتھ کروایا گیا۔

شعبہ بک سٹال

ناظم : مکرم جیلے اسحاق صاحب: مسجد بیت الاحد میں موجود تمام کتب کی فہرست بنائی گئی۔ تقریباً 30 مختلف Titles فروخت کرنے کے لئے رکھے گئے جن میں سے متعدد کتب مہمانوں نے خریدیں۔ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز تمام غیر از جماعت مہمانوں کو مندرجہ ذیل کتب تحفہ کے طور پر دی گئیں۔

1.Life of Muhammad(Peace be Upon Him), 2.Jesus in India, 3.Philosophy of the Teaching of Islam.

شعبہ سمعی وبصری

ناظم: مکرم ججن جنید صاحب: مکرم مصطفیٰ احد صاحب MTA Studios امریکہ سے فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی کے لئے تشریف لائے تھے۔ پروگرامز کے دوران لی گئی تصاویر کو ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر بھی ڈالا گیا۔ ججن جنید صاحب، مکرم مصطفیٰ احد صاحب کے ساتھ رہے اور کام سیکھنے کی کوشش کی۔ Facebook پر مقامی لوگوں نے بہت سخت Comments لکھے جن کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے نومبائعین نے بڑے صبر اور دلائل کے ساتھ دیا۔

شعبہ رہائش

ناظمہ : مکرمہ لورین نورین صاحبہ: بیرون ملک سے آنے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تمام مہمانوں کی فہرست بنائی گئی اور ان کی رہائش کا انتظام کئی ہفتہ پہلے ہی شروع کر دیا گیا۔ اکثر مہمان مسجد بیت الاحد میں ٹھہرے۔ خواتین مربی ہاؤس میں ٹھہرائی گئیں اور مَرد حضرات نے بالائی منزل پر واقع صلوٰۃ حال میں قیام کیا۔

شعبہ لنگر خانہ وضیافت

ناظمہ: مکرمہ میناتا فاطمہ اور مکرمہ مورین مریم صاحبہ: کھانا بنانے کا انتظام مسجد بیت الاحد اور مشن ہاؤس کے کچن میں کیا گیا۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام جلسہ گاہ میں کیا گیا اور شام کے کھانے کا انتظام مسجد کے ساتھ مارکی میں کیا گیا۔

شعبہ لنگر خانہ وضیافت برائے وی۔آئی۔پی

ناظمہ: مکرمہ خدیجہ مریم اور مکرمہ مارتھا عائلہ صاحبہ: بیرون ملک سے آنے والے مہمانوں کے کھانے کا خصوصی انتظام کیا گیا۔ یہ کھانا مربی ہاؤس میں تیار کیا جاتا رہا۔ یہ لنگر خانہ تقریباً دو ہفتے تک چلایا گیا۔

شعبہ نظافت

ناظمہ : مکرمہ لاری حلیمہ صاحبہ: نظافت کی ٹیم نے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت محنت اور لگن سے کام کیا۔ جلسہ سالانہ سے دو ہفتہ قبل مسجد کے اِردگرد کے تمام علاقہ کو وقارِ عمل کے ذریعہ صاف کیا اور خصوصی طور پر مسجد کے ساتھ ساحل پر سمندری لہروں کی وجہ سے جمع ہوجانے والے بے شمار کوڑے کو اچھی طرح صاف کیا گیا۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے ممبران نے مختلف ایام میں اپنی ٹیموں کے ساتھ وقارِ عمل کیا۔ اسی طرح مسجد اور مشن ہاؤس کی اچھی طرح صفائی بھی کی گئی ۔ جلسہ کے دوران بھی شعبہ نظافت نے لگن کے ساتھ کام کیا۔

مہمانوں کی آمد

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز میں شامل ہونے کے لئے ملک کے دیگر جزائر کے علاوہ امریکہ، کریباس اور کوسرائے سے متعدد مہمان تشریف لائے۔ مہمانوں کی تعداد 27 تھی۔ بغرض ریکارڈ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔Falahud Din Shams Sahib-USA
2۔Zaheer Ahmad Bajwa Sahib-USA
3۔Azam Akram Sahib-USA
4۔Waseem Haider Sahib-USA
5۔Jalal Lateef Sahib-USA
6۔Mustefa Ahmad Ahad Sahib-USA
7۔Mahmood Kauser Sahib-Kiribati
8۔Semreen Ahmad Kauser-Kiribati
9۔Ibrahim Arkoh Sahib-Kiribati
10۔Sakina Ibrahim-Kiribati
11۔Hibatul Rahman Arkoh-Kiribati
12۔Musta-an Arkoh-Kiribati
13۔Fauzia Arkoh-Kiribati
14۔Khaleel Arkoh-Kiribati
15۔Yusef Bob Naeti-Kiribati
16۔Nasiru Diin-Kiribati
17۔Michael Tongatu-Kiribati
18۔Mele Aneesah Apisai-Kiribati
19۔Yahya Luqman Sahib-Kosrae
20۔Swimmer Talley Sahib-Kosrae
21۔Ronney Phillip Sahib-Kosrae
22۔Daylene Barnabas Sahib- Kosrae
23۔Henna Hafza Elbi-Wotje Atoll, Marshall Islands
24۔Ejnej Elbi-Wotje Atoll (Marshall Islands)
25۔Charlie Lang (with 2 children)-Laura Village, Majuro

بیرون ملک سے آنے والے اکثر مہمانوں کا استقبال مارشلی انداز میں کیا گیا۔ مہمانوں کی آمد پر مسجد بیت الاحد کے گرد اطفال و ناصرات نے روائتی انداز میں مہمانوں کو پھولوں کے ہار پہنائے اور تازہ Coconut کا پانی پیش کیا۔ جبکہ دوسرے بچے مہمانوں کے آنے کی خوشی

بقیہ رپورٹ صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 348

مکرم محمد امیر جبولی صاحب

مکرم محمد امیر جبولی صاحب کہتے ہیں:

میرا تعلق شام سے ہے۔ گوبچپن سے ہی مجھے دینی امور میں دلچسپی تھی لیکن میرے اہل خانہ کسی خاص فرقہ سے منسلک نہ تھے۔ جب میری عمر 22 سال کی ہوئی تو مجھے پتہ چلا کہ میرے ماموں اور میرا بھائی سلسلۂ نقشبندیہ میں شامل ہوگئے ہیں، چنانچہ میں بھی دیکھا دیکھی کچھ عرصہ کے لئے اس سلسلہ میں شامل ہوگیا۔ ہمارے علاقے میں اس سلسلہ کے روحانی پیشوا محمد مطاع الخزنوی ہیں اور یہ پیشوائی انہیں جدّی پشتی ملی ہے، اس لئے سلسلہ نقشبندیہ ہمارے علاقے میں سلسلہ خزنویہ کے نام سے معروف ہے۔ اس فرقہ میں محمد مطاع الخزنوی کی اس قدر زیادہ تعریف کی جاتی ہے کہ جیسے یہ ایمان کا کوئی حصہ ہو۔ بہرحال کچھ عرصہ کے بعد مَیں نے مایوس ہوکر اس سلسلہ کو چھوڑ دیا۔

جماعت احمدیہ کے بارہ میں تصوّر

اب مَیں نے اسلامی عقائد کے بارہ میں سوچنا شروع کردیا لیکن روایتی عقائد سے آگے سوچ جاتی ہی نہ تھی، یعنی یہی کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کریں گے۔ پھر خیال آتا کہ اس عرصہ میں دجال بھی ظاہر ہوگا۔ دجال کی صفات اور اس کے عجیب الخلقت گدھے کا تصور ذہن میں لاکر یہی دعا نکلتی تھی کہ خدا کرے میری زندگی میں یہ دن نہ ہی آئے۔

اسی عرصہ میں مَیں نے دیکھا کہ میرا بھائی بھی نقشبندی سلسلہ کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کے چینل کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ دیکھنے لگا ہے۔ میں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں یہی سن رکھا تھا کہ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اس لئے میں نے اپنے والد صاحب سے بات کی کہ مجھے ڈر ہے کہ میرا بھائی کہیں احمدیت سے متأثر نہ ہوجائے لہذا آپ اسے حکمًا احمدیت میں دلچسپی لینے سے روک دیں۔ والد صاحب نے کہا کہ ہم احمدیوں کا چینل دیکھے یا ان کے عقائد کے بارہ میں پڑھے بغیر کوئی رائے کیسے قائم کرسکتے ہیں؟ یہ جواب سن کر مَیں خاموش ہوگیا۔

جماعت کے عقائد سے تعارف اور بیعت

اس کے بعد میرا بھائی کام کے سلسلہ میں سعودی عرب چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو مجھے جماعت کے عقائد، شرائطِ بیعت کے بارہ میں بتانے لگا۔ نیز اس نے خلیفۂ وقت کے خطبات اور جماعت کی کتب سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ مجھے کچھ دلچسپی پیدا ہوئی تو میں نے جماعت کی ویب سائٹ سے دجال کے موضوع پر کتاب کا مطالعہ کیا۔ اس میں بیان کئے جانے والے حقائق اور ان کی صحیح تفسیر دل میں ایسی راسخ ہوئی کہ مجھے اپنی گزشتہ سوچ پر شرمندگی ہونے لگی۔

جماعت کے عقائد وغیرہ کے بارہ میں تو میرے بھائی نے مجھے تفصیلی آگاہ کرہی دیا تھا، اب میں نے سنجیدگی سے جماعت کے بارہ میں سوچنا اور دعا کرنی شروع کردی۔ میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ مَیں اور میرا ماموں ایک جھیل سے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں اور بہت بڑی تعداد میں مچھلیاں جمع کرلی ہیں۔ جب میری آنکھ کھلی تو اس خواب کا مطلب تو سمجھ نہ آیا لیکن مجھے جماعت کے بارہ میں انشراح صدر نصیب ہوچکا تھا۔ میں نے فورًا احمدی احباب سے رابطہ کیا اور 2010ء میں بیعت فارم پُر کر کے ارسال کردیا۔ بعد میں مَیں نے جماعت کی دیگر کتب بھی پڑھیں تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ نہ جانے مولوی حضرات ان عقائد کو اتنا مشکل کر کے کیوں بیان کرتے ہیں حالانکہ ہر انسان اپنی عقل کے مطابق ان کو آسانی سے سمجھ کر ان پر عمل کرسکتا ہے۔

جب مجھے خلیفہ ٔوقت کی طرف سے بیعت کی قبولیت کا خط ملا تو اسے پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آگئے۔ یہ احساس ہی عجیب ہے کہ آپ کا خلیفۂ وقت کے ساتھ خط وکتابت کا تعلق ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس پر خدا کا جتنا شکر کروں کم ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیوی رغدہ التلاوی صاحبہ سے احمدیت کے بارہ میں بات کرنی شروع کی اور کچھ عرصہ کے بعد اس نے اپنی رضامندی سے بیعت کی خواہش کا اظہار کردیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

☆☆☆☆☆

مکرمہ رغدہ نعیم التلاوی صاحبہ

مکرمہ رغدہ نعیم التلاوی صاحبہ کہتی ہیں:۔

بچپن سے ہی میں ایک عام مسلمان کی طرح صوم وصلوٰۃ کی پابند تھی۔ ہم کسی معین فرقہ کے پیروکار نہ تھے اور اسلام کے بارہ میں ہماری معلومات بالکل ابتدائی تھیں۔ امیر جبولی صاحب سے شادی کے بعد مجھے پتہ چلا کہ میرا خاوند اور ان کے تمام گھر والے نقشبندی سلسلہ کے پیروکار ہیں۔

سلسلۂ نقشبندیہ میں دلچسپی

میری ساس اور جٹھانی ہر ہفتے عورتوں کے اجلاس میں جاتی تھیں۔ ایک روز مَیں نے بھی اپنے خاوند سے عورتوں کے اجتماع میں شامل ہونے کی اجازت لی اور ان کے ساتھ چلی گئی۔ وہاں پر مجھ سے پوچھا گیا کہ تمہارا تعلق کس فرقے سے ہے؟ میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور کسی معین فرقے سے میرا تعلق نہیں ہے جبکہ سلسلہ نقشبندیہ کے اجلاس میں مَیں پہلی مرتبہ حاضر ہورہی ہوں۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ اجلاس میں شریک عورتیں ہاتھ میں کنکریاں لئے ایک کمرے میں داخل ہونا شروع ہوگئیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کیا کررہی ہو؟

عورتیں: ہم ذکر الٰہی اور استغفار کرنے کے لئے جارہی ہیں۔

رغدہ: کیا میں بھی آپ کے ساتھ آسکتی ہوں؟

عورتیں: چونکہ تم ہمارے سلسلہ کی پیروکار نہیں ہو اس لئے تم ہمارے ساتھ نہیں آسکتی۔

یہ سن کر مَیں مجبورًا وہیں ان کا انتظار کرنے لگی۔

تقریبًا دو گھنٹے کے بعد وہ کمرے سے نکلیں تو میں نے ان کے وظیفہ کی کچھ تفصیل پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم کچھ کنکریاں لے کر اپنے سامنے رکھتے ہیں پھر ان پر ذکر الٰہی اور استغفار کر کے پھونکتے ہیں پھر ساتھ والی عورت کی طرف دھکیل دیتے ہیں اس طرح ہمارا ایک دَور چلتا ہے۔ تمام وظیفہ کے دوران آواز نیچی اور آنکھیں بند رہتی ہیں۔ پھر اس اجلاس میں دف بجا کر بعض قصائد بھی پڑھے گئے اور توبہ کے موضوع پر ایک درس بھی دیا گیا۔

نقشبندی سلسلہ کی ادھوری بیعت

میں اپنی محدود اسلامی معلومات کی بنا پر یہی سمجھی کہ یہی صحیح اسلام ہے اس لئے میں نے نقشبندی سلسلہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ اگلے اجلاس میں جب مَیں نے اس بات کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ یہاں پر موجود مولوی کے پیچھے بیعت کے الفاظ دہراتی جانا جس کے ذریعہ آپ کی اس سلسلہ کے روحانی پیشوا محمد مطاع الخزنوی کی بیعت ہوجائے گی۔

چنانچہ ایک مولوی صاحب دروازے کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور اپنا ہاتھ دروازے پر رکھا۔ پھر انہوں نے دروازے کی دوسری جانب سے مجھے دروازے پر اپنا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا اور بیعت کے بہت لمبے الفاظ دہرانا شروع کردیئے اور میں ان کے پیچھے پیچھے وہ سب کچھ دہراتی گئی۔

اس کے بعد مَیں تو سمجھی تھی کہ میری بیعت ہوگئی ہے۔ لیکن عورتوں نے مجھے بتایا کہ ابھی تمہاری آدھی بیعت ہوئی ہے اور باقی کی آدھی بیعت اس وقت مکمل ہو گی جب تم اس سلسلہ کے روحانی پیشوا محمد مطاع الخزنوی کی تصویر میں اس کے چہرہ سے پھوٹنے والے نور کو دیکھوگی۔

مجھے بیعت کی تکمیل کی فکر تھی لہٰذا میں فورًا گئی اور الخزنوی صاحب کی تصویر بڑی معصومیت اور عقیدت سے دیکھنے لگی۔ مجھے یہ کہا گیا تھا کہ ایسے جذبات کے ساتھ اس تصویر کو دیکھنے سے نور ایمان دل کی گہرائیوں میں جاگزین ہوجائے گا۔ لیکن میں دیر تک اس تصویر کے سامنے تصویر بن کر بیٹھی رہی اور باوجود کوشش کے مجھے کوئی نور نظر نہ آیا۔ جب میں دوبارہ عورتوں میں لوٹی تو انہوں نے بڑے شوق اور بے قراری سے پوچھا کہ کیا تمہیں شیخ صاحب کے چہرے میں نور نظر آیا؟ میں نے کہا مجھے تو ایسا کچھ نظر نہیں آسکا۔ میرے اس جواب پر عورتوں نے کہا کہ پھر آپ کی بیعت مکمل نہیں ہوسکتی۔ میں نے کہا میں ایسی بیعت کے بغیر ہی بہتر ہوں۔ لہٰذا میں نے ان اجلاسات میں جانا چھوڑ دیا اور بچوں کی تربیت کی طرف زیادہ توجہ کرنے لگی۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

اسی عرصہ میں مَیں نے سنا کہ میرا جیٹھ جماعت احمدیہ میں شامل ہوگیا ہے۔ پھر اس کے اور میرے خاوند کے مابین امام مہدی اور مسیح موعودؑ کے ظہور کے بارہ میں لمبی بحثیں ہونے لگیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے خاوند نے بھی بیعت کرلی۔

بیعت کے بعد میرے خاوند نے مجھے بھی تبلیغ کرنی شروع کردی۔ میں جب بھی اسے کوئی سوال کرتی تو وہ اس کا جواب دینے کی بجائے میرے ہاتھ میں کوئی کتاب تھما دیتے اور پڑھنے کی تلقین کرتے۔

میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے صرف دو سوالوں کا واضح اور مطمئن کرنے والا جواب چاہئے۔

اوّل یہ کہ ہم تو عیسیٰؑ کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں اور وہی مسیح موعود ہوں گے پھر میں آپ کے مسیح موعود کو سچا کیسے مان لوں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ دجال نے ظہور مسیح سے پہلے آنا ہے اور زمین میں تباہی پھیلانی ہے جس کے بعد مسیح موعود کے ذریعہ اس کا خاتمہ ہوگا۔ پھر جب ابھی تک دجال ہی نہیں آیا تو مسیح موعود کیسے ظاہر ہوسکتے ہیں؟

میرے خاوند نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے اور آنے والا اسی امّت کا ایک فرد ہے۔ پھر انہوں نے تفصیلی طور پر قرآن وحدیث سے دلائل دیئے تو مجھے ان کے موقف کو تسلیم کرنا پڑا۔

دجال کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ جس دجال کا آپ انتظار کررہے ہیں اسے اگر انہی ظاہری اوصاف کے ساتھ مان لیا جائے تو یہ موقف اسے خدائی صفات میں شریک ٹھہرانے کے مترادف ہوگا مثلاً یہ کہ وہ زندہ کرے گا اور مارے گا، بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا تو وہ فصل اگائے گی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا دجال کے بارہ میں احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے کسی دیومالائی مخلوق کا انتظار کرنا سراسر ایمان سے دُور بات ہے۔

پھر انہوں نے مفصّل طور پر اس کی حقیقت مجھے بتائی۔ اس کے بعد تقریبًا ڈیڑھ ماہ تک دیگر مختلف موضوعات کے بارہ میں میرے سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا جس کے بعد میری تسلی ہوگئی اور میں نے 2010ء میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

رؤیا کے ذریعہ انشراح صدر

بیعت کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر آرہی تھی لیکن بار بار یہ تصویر بدل کر کسی اور تصویر میں ضم ہوجاتی تھی۔ خواب میں ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر میں ضم ہوجاتی ہے۔

جب بیدار ہوئی تو انشراح صدر کی نعمت مل چکی تھی۔

اس کے بعد میری نمازوں کی حالت بدل گئی۔ وہ ایسی نمازیں نہ رہیں بلکہ خشوع اور تضرع سے میرا دل بھر گیا اور خلقِ خدا کے ساتھ بھی میرا تعلق مثالی ہونے لگا۔

نور دکھائی دینے لگا

مجھے نقشبندی سلسلہ میں دخول کے وقت ان کے روحانی پیشوا کی تصویر میں کوئی نور نظر نہ آیا تھا جس کی بنا پر میری بیعت کی تکمیل نہ ہو پائی تھی۔ لیکن جب میں نے پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ٹی وی پر دیکھا تو آپ کے چہرۂ مبارک سے مجھے ایک غیر معمولی نور نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے بے اختیار کہا کہ یہ نور خداداد ہے اور صرف خدا کے پیاروں کو ہی ملتا ہے۔

خلیفہ ٔوقت کی استجابت دعا

شام کے حالات خراب ہوئے تو نہ جانے کس جرم میں میرے خاوند کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ اس وقت جو گرفتار ہوتا تھا پھر اس کی کوئی خبر نہ آتی تھی۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا۔ ابھی پانچ دن ہی گزرے تھے کہ معجزانہ طور پر میرا خاوند رہا ہوکر گھر واپس آگیا۔

میرے دو ہی بھائی ہیں اور شام کے خراب حالات میں ان دونوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا اور تلاش بسیار کے بعد بھی ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور انور ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں اور اپنے دست مبارک سے ہمیں کھانا عطا فرمایا ہے۔ ہمیں ایسے لگتا ہے جیسے ہمارے گھر میں خیر کثیر نازل ہوئی ہے۔

اس رؤیا کے دو روز کے بعد میرے ایک بھائی کی معجزانہ رہائی ہوگئی اور اس کے ذریعہ دوسرے بھائی کے بارہ میں بھی ساری خبریں مل گئیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دوسرے بھائی کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمادے۔ آمین۔

.... **(باقی آئندہ)**

قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

(حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

قسط نمبر 2

سلسلہ احمدیہ کے قیام کی اصل غرض قرآنی حکومت کا قیام ہے

''......**ہمارے دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کی اصل غرض قرآنی حکومت کا قیام ہے۔ اگر ہم اس غرض کو خود اپنے اعمال سے باطل کریں تو ہم سے زیادہ شقی کوئی نہیں ہوسکتا۔** جو سپاہی اپنی ہی فوج پر حملہ کرے اس سے کیا فائدہ اور جو سرنگ اپنے ہی قلعہ کو اُڑائے اس سے زیادہ خطرناک اور کیا شَے ہوسکتی ہے۔ ہمیں ایک فیصلہ کرلینا چاہئے کہ آیا قرآن ہر حالت کے لئے اور ہر زمانہ کیلئے ہدایت نامہ ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنے سب اعمال اس کے تابع کر دینے چاہئیں اور اگر نہیں تو پھر ہمیں جائز نہیں کہ ہم دنیا کو دھوکا دیں اور کہتے پھریں کہ قرآن کامل کتاب ہے، قرآن کامل کتاب ہے۔ اگر وہ کامل کتاب ہے تو ہمیں اپنے عمل سے اس کی تصدیق کرنی چاہئے اور اس کی اطاعت کا جؤا خوشی سے اپنی گردن پر اُٹھانا چاہئے۔

قرآن کریم ہمیں اپنی زندگی کو صحیح طور پر صَرف کرنے کے لئے ایک اصولی ہدایت دیتا ہے جو یہ ہے۔ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ (البقرۃ: 190-191) ان آیات سے مندرجہ ذیل سات امور کا استنباط ہوتا ہے۔

غیر شرعی طریق سے جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے

پہلی بات اس آیت سے یہ مستنبط ہوتی ہے کہ غیر شرعی طریق سے جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے کیونکہ فرماتا ہے کہ اپنے گھروں میں جن میں داخل ہونے کا تم کو ہر وقت اور پورا اختیار ہے ان میں بھی اگر تم دیواریں پھاند پھاند کر داخل ہو تو یہ امر خدا تعالیٰ کے نزدیک نیکی نہیں سمجھا جائے گا۔ اس مثال سے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کام کے لئے ایک راستہ بتایا ہے اگر تو انسان اس راستہ سے اس کام کو کرتا ہے تو اس کا کام نیکی قرار دیا جائے گا لیکن اگر کام نیک ہو مگر اس کے کرنے کا طریق غلط ہو تو پھر وہ عمل نیک نہیں رہے گا۔ مثلاً نماز ایک نیکی ہے لیکن اگر کوئی شخص بغیر وضو کے نماز پڑھے یا پہلے نماز پڑھ لے اور بعد میں وضو کرے یا بے وقت نماز پڑھے تو باوجود اس کے کہ وہ نماز پڑھے گا جو ایک عبادت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکے گا بلکہ ایک بدی کا مرتکب ہوگا۔ بعینہٖ اسی طرح اظہارِ غضب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیرت کو ایک نیکی قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ خود بھی نہایت غیرت مند ہے اور وہ بُری باتوں پر اظہارِ غضب بھی کرتا ہے لیکن غیرت کے جائز موقع پر بھی اگر کوئی شخص غیرت کا اظہار غلط طریق پر کرے اور شریعت جس موقع پر غضب کی اجازت دیتی ہے غضب تو اسی موقع پر ظاہر کرے لیکن اس کا طریق بدل دے تو یہ گناہ ہو جائے گا۔ مثلاً شریعت اظہارِ غیرت یا اظہارِ غضب کا یہ طریق بتائے کہ اس جگہ سے مومن اُٹھ جائے مگر مومن بجائے وہاں سے اُٹھ کر چلے جانے کے لڑنے لگے تو شریعت اس مومن کو بھی گناہ گار قرار دے گی۔

نیک کام کو نیک راہ سے بجالانا چاہئے

دوسری بات جو اس آیت سے مستنبط ہوتی ہے یہ ہے کہ نیکی تقویٰ کا نام ہے یعنی نیک کام کو نیک راہ سے بجالانا۔

پس مومن کا فرض ہے کہ ہر گھر میں اُس کے دروازہ سے داخل ہو۔ یعنی ہر نیک کام کیلئے خدا تعالیٰ نے جو طریق تجویز کیا ہے اُس طریق سے اس کام کو کرے اور جو شخص اس طریق سے کام نہ کرے وہ نیک نہیں کہلا سکتا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اشتعال دلانے والے ہیں اور مذہب کے بارہ میں ہنسی اور مذاق کرتے ہیں ان کے ساتھ معاملہ کرنے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا ہدایت دی ہے۔ وہ ہدایت اظہارِ غضب کی عمارت اور اظہار غیرت کی عمارت کیلئے دروازہ سمجھی جائے گی اور اس کے سِوا کسی اور دروازہ سے داخل ہونا ناجائز ہوگا۔ سو ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ اس بارہ میں تین منفی ہدایات ہیں۔ یعنی ایسی ہدایات جن میں اشتعال دلانے والے لوگوں کی اشتعال انگیزی سے محفوظ رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اوّل تو سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیَاتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَ یُسْتَھْزَءُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ (النساء: 141) یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل کیا گیا ہے کہ جب مومن کسی مجلس میں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا معاندانہ طور پر انکار کیا جا رہا ہے اور اس سے ہنسی کی جا رہی ہے تو اُس وقت ایسے لوگوں کی مجلس میں مومن نہ بیٹھے اور وہاں سے اُٹھ کر چلا جائے اور اس مجلس سے اُس وقت تک اجتناب کرے کہ معاند لوگ اس ذکر کو چھوڑ کر کسی اور بات میں جو اس قسم کی اشتعال انگیز نہ ہو مشغول ہو جائیں۔ اگر کوئی مومن اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بھی ہنسی کرنے والوں میں سمجھا جائے گا۔ یہ حکم اُن لوگوں کے متعلق ہے جو کبھی کبھار غلطی کرتے ہیں، عام طور پر ہنسی اور مخول کے عادی نہیں ہوتے۔

دوسرا حکم قرآن کریم نے اُن لوگوں کے متعلق دیا ہے جو ہنسی اور مذاق کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں اُن کے بارہ میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَرْکَنُوْآ اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ھود: 114) یعنی جو لوگ دین کے معاملہ میں ظلم کے عادی ہیں، اُن کی مجلسوں سے کُلّی اجتناب کرو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم آگ میں پڑ جاؤ گے۔ ''آگ میں پڑ جاؤ گے'' کے یہی معنی ہیں کہ اگر بے غیرتی دکھاؤ گے تو بھی خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ جاؤ گے اور اگر جوش میں آ کر کوئی خلافِ شریعت بات کر بیٹھو گے تب بھی عذاب میں مبتلاء ہو گے۔ پس جب کہ ایسی مجالس اور ایسے لوگوں کا قُرب تمہارے لئے ہلاکت کا موجب ہیں تو ان سے اجتناب کرنا ہی تمہارے لئے اچھا ہے۔

ان دونوں ہدایتوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ **جب دشمن اشتعال دلائے تو مومن کو چاہئے کہ اس کے پاس جانے سے اجتناب کرے اور اس سے دُور بھاگے تا کہ اس کا نفس جوش میں آ کر اس سے کوئی ناجائز حرکت نہ کروا دے یا اس کا دل غیرت کا جذبہ کھو کر خدا تعالیٰ کے غضب کو اپنے اوپر نہ بھڑکا لے۔**

ذکرِ الٰہی اور دعا میں لگ جاؤ

تیسری ہدایت قرآن کریم اس حالت کے متعلق دیتا ہے کہ جب انسان باوجود کوشش کے ایسے مواقع سے نہیں بچ سکتا اور وہ یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (الاعراف: 202) یعنی متقیوں کو جب مخالفوں کے اشتعال دلانے سے اشتعال آ جائے تو وہ فوراً ذکرِ الٰہی شروع کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فوراً ان کا غصہ حد کے اندر آ جاتا ہے اور وہ عقل کے مارے جانے والی کیفیت جو انسان سے جرائم کا ارتکاب کرا دیتی ہے دُور ہو جاتی ہے اور وہ پھر دانائی اور تدبّر کے مقام پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

غرض اشتعال کے مواقع کے لئے قرآن کریم نے ہمیں تفصیلی ہدایات دی ہیں اور وہ اظہارِ غیرت اور اظہارِ غضب کے خُلق کے لئے بمنزلہ دروازہ کے ہیں انہی دروازوں میں سے گزر کر انسان غضب اور غیرت کی عمارت میں داخل ہوسکتا ہے ان کو چھوڑ کر کسی اور دروازہ سے داخل ہونا مومن کیلئے جائز نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور انسانی کامیابی کی راہ

تیسری بات جو مذکورہ بالا آیات سے مستنبط ہوتی ہے یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اوپر کے بتائے ہوئے راستہ میں ہے بلکہ خود انسان کی کامیابی بھی اسی راہ پر چلنے میں ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یعنی یہ حکم ہم نے یونہی نہیں دیئے، تمہاری ترقی اور کامیابی بھی اسی طریق سے وابستہ ہے۔ کامیابی کا اس امر کے ساتھ وابستہ ہونا ایک ظاہر امر ہے۔ جو راستے کسی عمارت میں داخل ہونے کے ہوں جب انسان ان راستوں سے داخل ہو تبھی وہ بغیر کسی تکلیف کے اپنے مدعا کو پاسکتا ہے۔ اگر ان راستوں کو چھوڑ کر دیواریں پھاندنی شروع کرے تو اُس کی تکلیف بڑھ جائے گی اور اُس کی حماقت کی بھی لوگ الگ شکایت کرنے لگیں گے۔ اِس زیر بحث سوال میں کامیابی کا تعلق اس طرح ظاہر ہے کہ جب انسان جوش میں آتا ہے تو اُس کی عقل ماری جاتی ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف کی جو آیت میں نے اوپر درج کی ہے، اس میں یہی بتایا ہے کہ اگر انسان غصہ کے ماتحت کام کرے تو اُس کا کام عقل کی مدد سے نہیں ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ جس قوم کے کام عقل کی مدد سے نہ ہوں گے وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پس چاہئے کہ اپنے کاموں کو عقل کے تابع رکھے تا کہ ہر قدم اُٹھاتے ہوئے اُسے معلوم ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اور وہ ان افعال سے بچ سکے جن کا نتیجہ بُرا نکلتا ہو۔

کسی پر جارحانہ حملہ کرنا خلافِ شریعت ہے

چوتھی بات ان آیات سے یہ مستنبط ہوتی ہے کہ کسی شخص پر جارحانہ حملہ کرنا خلافِ شریعت ہے۔ چنانچہ آیات مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ یہ تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اگر کوئی تم پر قاتلانہ حملہ کرے تو تم اپنا بچاؤ کرو لیکن تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم خود کسی پر جا کر حملہ کر دو۔

مقررہ حدود کے اندر دفاع جائز ہے

پانچواں استنباط ان آیات سے یہ ہوتا ہے کہ دفاع بھی وہ جائز ہے جو مقررہ حدود کے اندر ہو۔ یعنی دفاع میں بھی انسان پوری طرح آزاد نہیں اس کے لئے بھی قیود اور شرائط ہیں اور ان قیود اور شرائط سے آزاد ہو کر جو دفاع کیا جائے وہ بھی ناجائز اور حرام ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی کو تھپڑ مارے تو جس شخص کو تھپڑ مارا گیا ہے اس کیلئے یہ درست نہ ہوگا کہ اس تھپڑ سے بچنے کیلئے دوسرے شخص کا سر پھوڑ دے۔

وہ مظلوم جو خدا کی نظر سے گر جاتا ہے

چھٹی بات ان آیات سے یہ مستنبط ہوتی ہے کہ اگر کوئی ان قیود کو توڑ دے تو باوجود مظلوم ہونے کے خدا تعالیٰ کی نظروں سے وہ گر جائے گا کیونکہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ **اگر تم دفاع میں بھی اعتداء سے کام لو اور خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ قیود کو نظر انداز کر دو، تو تم اللہ تعالیٰ کی محبت کھو بیٹھو گے اور اس کی نصرت تم سے جاتی رہے گی۔**

یہ وہ احکام ہیں جو قرآن کریم نے اصولی طور پر ہمیں اپنے مخالفوں کے مقابلہ کے لئے دیئے ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ جب تک ہم ان قواعد کی پابندی نہیں کرتے نہ ہمارا ایمان کامل ہوسکتا ہے اور نہ ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں بھی کیا شک ہے کہ اگر ہم خود قرآن کریم کے احکام کو اپنی سب ضروریات کو پورا کرنے والا قرار نہ دیں تو ہم دشمنوں کے سامنے یہ دعویٰ پیش نہیں کر سکتے کہ ہماری کتاب مکمل کتاب ہے تم اس کو تسلیم کر لو کیونکہ اس صورت میں وہ جواب دیں گے کہ جب تم لوگ خود اس کو اپنے لئے کافی نہیں سمجھتے اور بعض مواقع پر اپنے لئے اس کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا اور راستہ تلاش کرتے ہو تو ہم کو کس منہ سے اس کی طرف بلاتے ہو۔''

......................(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

خطبہ جمعہ

مسمریزم یا علم توجہ محض چند کھیلوں کا نام ہے۔ لیکن دعا وہ ہتھیار ہے جو زمین و آسمان کو بدل دیتا ہے۔

مسمریزم کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دینی غیرت۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی سچائی ثابت کرنے کے لئے غیروں کو بھی نشان دکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ مختلف واقعات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17؍اپریل 2015ء بمطابق 17 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر دعا کی اہمیت بیان فرما رہے تھے کہ کس طرح دعا سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ نے علم توجہ یعنی مسمریزم کے متعلق بھی بیان فرمایا کہ جو لوگ مسمرائز کرنے کے ماہر ہوتے ہیں وہ بھی اس علم کے ذریعہ سے لوگوں میں بعض تبدیلیاں پیدا کر دیتے ہیں مگر یہ عارضی اور انفرادی ہوتی ہیں اور پھر ایسی بھی نہیں ہوتیں جس سے کوئی انقلابی فوائد حاصل ہو رہے ہوں جبکہ دعائیں اگر تو اس کا حق ادا کرتے ہوئے کی جائیں تو قوموں کی بگڑی بنا دیتی ہیں۔

اس تفصیل میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جو حضرت صوفی احمد جان صاحب سے متعلق ہے۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب سے متعلق مَیں نے تین جمعہ پہلے بھی بیان کیا تھا کہ کس طرح انہوں نے ایک پیر صاحب کے ساتھ رہ کر مجاہدہ کیا تھا لیکن بعد میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی انہیں عقیدت پیدا ہو گئی تھی اور دعویٰ سے پہلے ہی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو پہچان لیا تھا۔ بہرحال اب میں حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں جس سے پتا چلتا ہے کہ علم توجہ سے دوسرے پر اثر ڈالنے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کیا حیثیت دیتے تھے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: علم توجہ کیا ہے؟ محض چند کھیلوں کا نام ہے لیکن دعا وہ ہتھیار ہے جو زمین و آسمان کو بدل دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا صرف براہین احمدیہ لکھی تھی کہ اس کی صوفیاء اور علماء میں بہت شہرت ہوئی۔ پیر منظور محمد صاحب اور پیر افتخار احمد صاحب کے والد صوفی احمد جان صاحب اس زمانے کے نہایت ہی خدا رسیدہ بزرگوں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار پڑھا تو آپ سے خط و کتابت شروع کر دی اور خواہش ظاہر کی کہ اگر کبھی لدھیانہ تشریف لائیں تو مجھے پہلے سے اطلاع دیں۔ اتفاقاً انہی دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لدھیانہ جانے کا موقع ملا۔ صوفی احمد جان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کی۔ دعوت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے گھر سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ صوفی احمد جان صاحب بھی ساتھ چل پڑے۔ وہ (صوفی احمد جان صاحب) رتّر چھتّر والوں کے مرید تھے۔ اور ماضی قریب میں (یعنی اس زمانے کی جب آپ بات کر رہے ہیں) رتّر چھتّر والے ہندوستان کے صوفیاء میں بہت بڑی حیثیت رکھتے تھے اور تمام علاقے میں مشہور تھے۔ علاوہ زہد و اتّقا کے انہیں علم توجہ میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ جب وہ (پیر صاحب) نماز پڑھتے تھے تو ان کے دائیں بائیں بہت سے مریض صف باندھ کر بیٹھ جاتے تھے اور نماز کے بعد جب وہ سلام پھیرتے تھے تو سلام پھیرنے کے ساتھ ہی دائیں بائیں پھونک بھی مار دیتے تھے (اور اس کا اثر تھا کیونکہ علم توجہ کا اثر بھی زیادہ ہوتا تھا) جس سے مریض شفایاب بھی ہو جاتے تھے۔

جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں کہ صوفی احمد جان صاحب نے بارہ سال ان پیر صاحب کی شاگردی کی اور وہ چکّی ان سے پسواتے رہے۔ تو بہرحال راستے میں صوفی احمد جان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اتنے سال رتّر چھتّر والوں کی خدمت کی ہے اور اس کے بعد مجھے وہاں سے اس قدر طاقت حاصل ہوئی ہے کہ دیکھئے میرے پیچھے جو شخص آ رہا ہے اگر میں اس پر توجّہ کروں (یعنی مسمرائز کر کے) تو وہ ابھی گر جائے اور تڑپنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے اور اپنی سوٹی کی نوک سے زمین پر نشان بناتے ہوئے فرمایا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب آپ پر خاص جوش کی حالت طاری ہوتی تھی تو آہستگی سے اپنی سوٹی کے سر کو اس طرح زمین پر آہستہ آہستہ رگڑتے تھے جس طرح کوئی چیز کرید کر نکالی جاتی ہے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور سوٹی سے اس طرح زمین کریدنی شروع کی۔ فرمایا: صوفی صاحب! اگر وہ گر جائے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا اور اس کو کیا فائدہ ہو گا؟ وہ (صوفی صاحب) چونکہ واقعہ میں اہل اللہ میں سے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو دُوربین نگاہ دی ہوئی تھی اس لئے یہ بات سنتے ہی ان پر محویت کا عالم طاری ہو گیا اور کہنے لگے میں آج سے اس علم سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ دنیوی بات ہے، دینی بات نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک اشتہار دیا جس میں یہ لکھا کہ یہ علم اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ چنانچہ کوئی ہندو یا عیسائی بھی اس علم میں ماہر ہونا چاہے تو ہو سکتا ہے۔ اس لئے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے میرا کوئی مرید اسے اسلام کا جزو سمجھ کر نہ کرے۔ ہاں دنیوی علم سمجھ کر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ جو میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں دُوربین نگاہ دی ہوئی تھی اس کا ہمارے پاس ایک حیرت انگیز ثبوت ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی براہین احمدیہ ہی لکھی تھی کہ وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص مسیح موعود بننے والا ہے حالانکہ اس وقت ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی یہ انکشاف نہیں ہوا تھا کہ آپ کوئی دعویٰ کرنے والے ہیں۔ چنانچہ انہی دنوں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط میں یہ شعر لکھا۔ پہلے بھی مَیں شعر کا ذکر کر چکا ہوں کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ　　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ امر بتاتا ہے کہ وہ صاحب کشف تھے اور خدا تعالیٰ نے انہیں بتا دیا تھا

کہ یہ شخص مسیح موعود بننے والا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے پہلے فوت ہو گئے مگر وہ اپنی اولاد کو وصیت کر گئے کہ حضرت مرزا صاحب دعویٰ کریں گے انہیں ماننے میں دیر نہ کرنا۔ اور ان کے بارے میں تعارف مزید یہ بھی ہے کہ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی شادی بھی ان کے ہاں ہوئی تھی۔ (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 101 تا 103)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ان کے داماد تھے۔

پھر مسمریزم سے متعلق ایک واقعہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ہوا حضرت مصلح موعود نے بیان فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ پر مسمریزم کرنے والے کو نہ صرف ناکام و نامراد کیا بلکہ نشان دکھایا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: مسمریزم والوں کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ مسمریزم کی قوت ارادی ایمان کی قوت ارادی کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت ارادی اور انسان کی قوت ارادی میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ (جس مسجد میں آپ یہ خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا کہ) اسی مسجد مبارک میں نچلی چھت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ مجلس میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک ہندو جو لاہور کے کسی دفتر میں اکاؤنٹنٹ تھا اور مسمریزم کا بڑا ماہر تھا وہ کسی بارات کے ساتھ قادیان اس ارادہ سے آیا کہ میں مرزا صاحب پر مسمریزم کروں گا اور وہ مجلس میں بیٹھے ناچنے لگ جائیں گے (نعوذ باللہ) اور لوگوں کے سامنے ان کی سبکی ہوگی۔ یہ واقعہ اس ہندو نے خود ایک احمدی دوست کو سنایا تھا۔ وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور کے اس احمدی کے ہاتھ اپنی ایک کتاب روانہ فرمائی اور کہا یہ کتاب فلاں ہندو کو دے دینا۔ اس احمدی دوست نے اس کو کتاب پہنچائی اور اس سے پوچھا کہ حضرت صاحب نے آپ کو اپنی کتاب کیوں بھجوائی ہے اور آپ کا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس پر اس ہندو نے اپنا واقعہ بتایا کہ مجھے مسمریزم کے علم میں اتنی مہارت ہے کہ اگر میں تانگے میں بیٹھے ہوئے کسی شخص پر توجہ ڈالوں تو وہ شخص جس پر میں نے توجہ ڈالی ہوگی وہ بھی تانگے کے پیچھے بھاگا آئے گا حالانکہ نہ وہ میرا واقف ہوگا اور نہ میں اس کو جانتا ہوں گا۔ تو کہنے لگا کہ میں نے آریوں اور ہندوؤں سے مرزا صاحب کی باتیں سنی تھیں کہ انہوں نے آریہ مت کے خلاف بہت سی کتابیں لکھیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ مرزا صاحب پر مسمریزم کے ذریعہ اثر ڈالوں گا اور جب وہ مجلس میں بیٹھے ہوں گے تو ان پر توجہ ڈال کر ان کے مریدوں کے سامنے ان کی سبکی کروں گا۔ چنانچہ میں ایک شادی کے موقع پر قادیان گیا۔ مجلس منعقد تھی اور میں نے دروازے میں بیٹھ کر مرزا صاحب پر توجہ ڈالنی شروع کی۔ وہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کچھ وعظ و نصیحت کی باتیں کر رہے تھے۔ کہتا ہے کہ میں نے توجہ ڈالی تو کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ میں نے سمجھا ان کی قوت ارادی ذرا قوی ہے اس لئے میں نے پہلے سے زیادہ توجہ ڈالنی شروع کی مگر پھر بھی ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ اسی طرح باتوں میں مشغول رہے۔ میں نے سمجھا کہ ان کی قوت ارادی اور بھی مضبوط ہے۔ اس لئے میں نے جو کچھ میرے علم میں تھا اس سے کام لیا اور اپنی ساری قوت صرف کر دی لیکن جب میں ساری قوت لگا بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیر میرے سامنے بیٹھا ہے اور مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ (یہ بھی ایک جگہ بیان فرمایا کہ ہر مرتبہ شیر نظر آتا تھا لیکن آخری مرتبہ وہ شیر حملے کے لئے تیار نظر آیا۔ بہرحال کہنے لگا شیر کو دیکھ کر) میں ڈر کر اور اپنی جوتی اٹھا کر وہاں سے بھاگا۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو مرزا صاحب نے اپنے مریدوں سے کہا دیکھنا یہ کون شخص ہے؟ چنانچہ ایک شخص میرے پیچھے سیڑھیوں سے نیچے اترا اور اس نے مسجد کے ساتھ والے چوک میں مجھے پکڑ لیا۔ میں چونکہ اس قوت سخت حواس باختہ تھا اس لئے میں نے پکڑنے والے سے کہا۔ اس وقت مجھے چھوڑ دو، میرے حواس درست نہیں ہیں۔ میں بعد میں یہ سارا واقعہ مرزا صاحب کو لکھ دوں گا۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا اور بعد میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ تمام واقعہ لکھا اور کہا کہ مجھ سے گستاخی ہوئی۔ میں آپ کے مرتبے کو پہچان نہ سکا۔ اس لئے آپ مجھے معاف فرما دیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میاں عبدالعزیز صاحب مغل لاہور والے سنایا کرتے تھے (ان کے خاندان کے بہت سے افراد یہاں بھی ہیں) کہ میں نے اس ہندو سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں نہ سمجھا کہ مرزا صاحب مسمریزم کو جانتے ہیں اور اس علم میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ اس نے کہا یہ بات نہیں ہو سکتی کیونکہ مسمریزم کے لئے توجہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ عمل کامل سکون اور خاموشی چاہتا ہے مگر مرزا صاحب تو باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ ان کی قوت ارادی زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ پس جو قوت ارادی خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دی جاتی ہے اور جو کامل ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اس میں اور انسانی قوت ارادی میں بُعد المشرقین ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ قوت ارادی عطا فرماتا ہے اس کے سامنے انسانی قوت ارادی تو بچوں کا سا کھیل ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے جادوگروں کے سانپ مات ہو گئے تھے۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ کے پیاروں کی قوت ارادی ظاہر ہوتی ہے تو اس قسم کی قوت ارادی رکھنے والے لوگ جو دنیاوی طور پر قوت ارادی رکھتے ہیں ہیچ ہو جاتے ہیں۔

پھر ایک موقع پر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ قومی ترقی کے لئے کیا کچھ ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی معاملات میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں کس حد تک غیرت تھی۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ:

قومی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام سچائیوں کو اپنے اندر جذب کر لیا جائے۔ مسائل کے بارے میں بھی، عقائد کے بارے میں بھی (انتہائی ضروری چیز ہے کہ سچائیاں اپنے اندر جذب کی جائیں)۔ یہ نہیں کہ صرف وفات مسیح کو مان لیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ بس ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے بلکہ وفات مسیح کے مسئلہ کو سامنے رکھ کر اس پر غور کیا جائے کہ وفات مسیح کا ماننا کیوں ضروری ہے؟ ہمیں جو چیز حیات مسیح کے عقیدہ سے چُبھتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو حیات مسیح کے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ کی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہوتی ہے حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کوئی نبی ہوا ہے نہ ہوگا اور حیات مسیح ماننے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ساری دنیا کی حقیقی اصلاح کی، مسیح کی فوقیت ثابت ہوتی ہے اور یہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ ہم تو ایک لمحے کے لئے یہ خیال بھی اپنے دل میں نہیں لا سکتے کہ مسیح، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے اور یہ ماننے سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر بیٹھے ہیں اسلام کی سخت توہین ہوتی ہے۔

دوسری بات جو اس حیات مسیح کے عقیدہ کے ماننے سے ہمیں چُبھتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے توحید الٰہی میں فرق آتا ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں وفات مسیح کے مسئلے پر زور دینا پڑتا ہے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو مسیح خواہ آسمان پر ہوتے یا زمین پر ہمیں اس سے کیا واسطہ ہوتا۔ مگر جب ان کا آسمان پر چڑھنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کا موجب بنتا ہے اور توحید کے منافی ہے تو ہم اس عقیدہ کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم تو یہ بات سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ مسیح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے کجا یہ کہ اس عقیدہ کو مان لیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ عام احمدی جب وفات مسیح کے مسئلے پر بحث کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے دلائل پیش کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر جوش پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ اس طرح اس مسئلے کو بیان کرتے ہیں جس طرح عام گفتگو کی جاتی ہے۔ مگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ جب آپ وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے تھے تو اس وقت آپ جوش کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے تھے اور آپ کی آواز میں اتنا جلال ہوتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ حیات مسیح کے عقیدہ کا قیمہ کر رہے ہیں۔ آپ کی حالت اس وقت بالکل متغیر ہو جایا کرتی تھی اور آپ نہایت جوش کے ساتھ یہ بات پیش کرتے تھے کہ دنیا کی ترقی کے راستے میں ایک بڑا بھاری پتھر پڑا تھا جس کو اٹھا کر میں دُور پھینک رہا ہوں۔ دنیا تاریکی کے گڑھے میں گر رہی تھی مگر میں اس کو نور کے میدان کی طرف لے جا رہا ہوں۔ آپ جس وقت یہ تقریر کر رہے ہوتے تھے آپ کی آواز میں ایک خاص جوش نظر آتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت پر مسیح بیٹھ گئے ہیں جس نے ان کی عزت اور آبرو چھین لی ہے اور آپ اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت واپس لینا چاہتے ہیں۔

(ماخوذ از 'قومی ترقی کے دو اہم اصول'۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 92 تا 95)

پس یہ تھی غیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لیکن آج کل کے علماء پر بھی حیرت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنی غیرت اور جوش رکھنے والے کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا درجہ دیا ہوا ہے یا احمدیت کو اونچا درجہ سمجھتے ہیں۔

پھر ایک واقعہ یہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو کسی اعلیٰ مقام پر کھڑا کرتا ہے تو اس کی لوگوں کے بارے میں کس طرح راہنمائی کر دیتا ہے۔ یہ واقعہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان ہے کہ کس طرح

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

رہنمائی کرتا ہے اور کس طرح لوگوں کا اندرونہ بھی ان پر ظاہر کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ: جب انسان ایسے مقام پر کھڑا ہو جائے (یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے خود بلند مقام پر کھڑا کیا ہو تو پھر) اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود رہنمائی ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کو ایسی مخفی ہدایت ملتی ہے جسے الہام بھی نہیں کہہ سکتے اور جس کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ الہام سے جُدا امر ہے۔ الہام تو ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ لفظی الہام نہیں ہوتا اور عدم الہام ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ وہ عملی الہام ہوتا ہے اور انسانی قلب پر اللہ تعالیٰ کا نور نازل ہو کر بتا دیتا ہے کہ معاملہ یوں ہے حالانکہ لفظوں میں یہ بات نہیں بتائی جاتی۔

فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ جب اس سے بھی واضح رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات بتائی جاتی ہے تو اسے کشف کہہ دیتے ہیں۔ (کشف بھی ہو جاتا ہے جب واضح طور پر ہو جائے۔) جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے آدمی جب میرے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر سے مجھے ایسی شعائیں نکلتی معلوم دیتی ہیں جن سے مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ ان کے اندر یہ یہ عیب ہے یا یہ یہ خوبی ہے، مگر یہ اجازت نہیں ہوتی کہ انہیں اس عیب سے مطلع کیا جائے...... اللہ تعالیٰ کی یہی سنّت ہے کہ جب تک انسان اپنی فطرت کو آپ ظاہر نہیں کر دیتا وہ اسے مجرم قرار نہیں دیتا۔ اس لئے اس سنّت کے ماتحت انبیاء اور ان کے اظلال کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اس وقت تک کسی شخص کے اندرونی عیب کا کسی سے ذکر نہیں کرتے جب تک وہ اپنے عیب کو آپ ظاہر نہ کر دے۔

(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938 صفحہ 3 نمبر 55 جلد 26)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کس طرح غیروں کو بھی نشان دکھاتا ہے۔ اس بارے میں ایک واقعہ جو ایک غیر احمدی کے ساتھ ہوا، بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”یہ خیال کہ کسی انسان کے جسم سے ایسی شعائیں کس طرح نکل سکتی ہیں جو دوسروں کو بھی نظر آ جائیں صرف اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اس نشان کو ظاہر پر محمول کر لیتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے کہ یہ کشفی واقعہ ہے تو اس قسم کے وساوس بھی ان کے دل میں پیدا نہ ہوتے۔ موسیٰ کا زمانہ تو بہت دُور کی بات ہے ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض ایسے نشان دکھائے ہیں جن میں کشفی نگاہ رکھنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے انوار کو ظاہری شکل میں بھی متمثل دیکھا اور اس کے روحانی کیف سے لطف اندوز ہوئے۔ چنانچہ 1904ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے تو وہاں ایک جلسے میں آپ نے تقریر فرمائی۔ ایک غیر احمدی دوست شیخ رحمت اللہ صاحب وکیل بھی اس تقریب میں موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ دورانِ تقریر مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سر سے نور کا ایک ستون نکل کر آسمان کی طرف جا رہا تھا۔ اس وقت میرے ساتھ ایک اور دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے میں نے انہیں کہا دیکھو وہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے دیکھا تو فوراً دوسرے دوست نے بھی کہا کہ یہ تو نور کا ستون ہے جو حضرت مرزا صاحب کے سر سے نکل کر آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نظارے کا شیخ رحمت اللہ صاحب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اسی دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر لی۔“ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 120، 121)

یہ ایسے نشانات ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں نے ایمان حاصل کیا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ نشانات کی مختلف صورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ لوگوں پر اب بھی ظاہر فرماتا چلا جا رہا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ ایک جمعہ پہلے میں نے خطبے میں بعض تازہ واقعات بھی بیان کئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مجلس کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا کہ میری ہمشیرہ کے پاس جنّ آتے ہیں۔ (عام طور پر ہمارے ہاں بھی اور عربوں میں بھی یہ تصور ہے کہ جنّ چمٹ جاتے ہیں اور جنّوں کو نکالنے کے لئے پھر جس بیچارے پہ جنّ چمٹے ہوتے ہیں اس پر ظلم بڑا کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو جنّ نکالنے کے لئے اس شخص کو جس کو جنّ چمٹا ہو جان سے مار دیتے ہیں۔ بہرحال کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عرض کی کہ میری ہمشیرہ کے پاس جنّ آتے ہیں اور وہ جنّ ایسے ہیں کہ) وہ کہتے ہیں ہم آپ پر (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر) ایمان لانے کو تیار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں خط لکھا کہ آپ ان جنّوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ایک عورت کو کیوں ستاتے ہو؟ اگر ستانا ہی ہے تو مولوی محمد حسین بٹالوی یا مولوی ثناء اللہ صاحب کو جا کر ستائیں۔ ایک غریب عورت کو تنگ کرنے سے کیا فائدہ؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایسے جن کوئی نہیں ہوتے جن کو عام لوگ مانتے ہیں۔ بیشک کئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنی انگریزی تعلیم کے ماتحت پہلے ہی اس امر کے قائل ہوں کہ جنّ کوئی نہیں ہوتے لیکن مومن کے سامنے اصل سوال یہ نہیں ہوتا کہ اس کی عقل کیا کہتی ہے بلکہ اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے؟ (مومن کو اس طرح سوچنا چاہئے۔) اگر قرآن کہتا ہے کہ جنّ ہوتے ہیں جس طرح کہ جنّوں کا تصور عام لوگوں نے پیدا کیا ہوا ہے تو اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا اور اگر قرآن سے ثابت ہو کہ انسانوں کے علاوہ جنّ کوئی مخلوق نہیں تو پھر ہمیں یہ بات ماننی پڑتی ہے۔“ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 363)

بہرحال مومن نے ہر صورت میں قرآن کی بات کو ماننا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی عزت اور وقار قائم رکھنے کے لئے مجذوبوں اور پاگلوں پر بھی کس طرح بعض تصرّف فرماتا ہے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے (پہلے بھی ہم کئی دفعہ سن چکے ہیں) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ہی سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے۔ بعض دوستوں نے تحریک کہ شاہدرہ میں ایک مجذوب رہتا ہے اس کے پاس جانا چاہئے مگر بعض دوسرے دوستوں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ وہ نہایت گندی گالیاں بکتا ہے اس کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ مگر جو جانے کے حق میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ کو الہام ہوتا ہے۔ دیکھنا چاہئے وہ کیا کہتا ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو جانچنے کے لئے ان کو ایک ہی معیار نظر آیا کہ اس کے پاس جایا جائے۔ تو) آپ خود بھی انکار کرتے رہے مگر دوست اصرار کر کے ایک دفعہ لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ شخص گالیاں دیتے دیتے یکدم خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس ایک خربوزہ رکھا تھا۔ اسے اٹھا کر میرے پیش کیا اور کہنے لگا یہ آپ کی نذر ہے۔ تو بعض دیکھنے والے جو ظاہری باتوں کو دیکھتے ہیں وہ تو اس کے اور بھی معتقد ہو گئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ پاگل تھا۔ تو بعض اوقات پاگل کو بھی ایسی باتیں نظر آ جاتی ہیں جو عقلمند نہیں دیکھ سکتے۔ وہ چونکہ دنیا سے منقطع ہو چکا ہوتا ہے اس لحاظ سے اسے کسی وقت غیب کی باتیں نظر آ جاتی ہیں۔“ (ماخوذ از الفضل 28 جولائی 1938ء صفحہ 4 جلد 26 نمبر 171)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نشانات اور معجزات کے حوالے سے حضرت مصلح موعود نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ ایک مشہور واقعہ پاگل کتے کے کاٹنے کا اور مریض کے شفایاب ہونے کا ہے۔ اس کو حضرت مصلح موعود نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے سارے واقعات چونکہ محفوظ نہیں اس لئے اس قسم کی زیادہ مثالیں اب نہیں مل سکتیں ورنہ مَیں سمجھتا ہوں کہ سینکڑوں ہزاروں مثالیں آپ کی زندگی میں مل سکتی ہوں گی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جبکہ دہریت کا بہت زور ہے اور اس کو توڑنے کے لئے آسمانی نشانوں کی حد درجے کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ نے بہت سے نشانات اس قسم کے دکھائے ہیں جن پر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات کا قیاس کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مَیں ایک صاحب عبدالکریم نامی کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ وہ قادیان میں سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ انہیں اتفاقاً باؤلے کتے نے کاٹ کھایا۔ اس پر انہیں علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا اور علاج ان کا بظاہر کامیاب رہا۔ لیکن واپس آنے کے کچھ دن کے بعد انہیں بیماری کا دورہ ہو گیا جس پر کسولی تار دی گئی کہ کوئی علاج بتایا جائے مگر جواب آیا کہ Nothing can be done for Abdul Karim. یعنی افسوس ہے کہ عبدالکریم کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی بیماری کی اطلاع دی گئی۔ چونکہ سلسلے کی ابتدا تھی۔ (ابھی نیا نیا شروع ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کی ابتدا تھی) اور یہ صاحب دور دراز سے علاقہ حیدر آباد دکن کے ایک گاؤں سے بغرض تعلیم آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت ہمدردی پیدا ہوئی اور آپ نے ان کی شفا کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس قدر دُور سے یہ آئے ہیں، جی نہیں چاہتا کہ اس طرح ان کی موت ہو۔ ایک جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی ماں نے بڑے شوق سے اور جذبے سے اسے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اتنے دور دراز علاقے سے بھیجا ہے، اس لئے بھی میرے اندر ایک درد پیدا ہوا کہ اس کے لئے دعا کروں۔ بہرحال اس دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دورہ ہو جانے کے بعد ان کو شفا دے دی حالانکہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے (اس وقت کی میڈیکل ہسٹری یہی کہتی تھی کہ) اس قسم کے مریض کو کبھی شفا نہیں ہوئی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میرے ایک عزیز ڈاکٹر ہیں بلکہ اب بھی ڈاکٹری کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے زمانہ طالبعلمی کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہ ہستی باری تعالیٰ پر ایک دوسرے طالبعلم سے گفتگو کر رہے تھے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے یہ واقعہ بطور شہادت کے پیش کیا کہ خدا تعالیٰ ہے اور اس طرح دعائیں سنتا ہے اور اس طرح ایک علاج ہو گیا۔ اس طالبعلم نے کہا یعنی جو دوسرا تھا جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل نہیں تھا اس نے کہا کہ ایسے مریض بچ سکتے ہیں یہ کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتفاقاً

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اسی دن کالج میں پروفیسر کا لیکچر ’’سگ گزیدہ کی حالت‘‘ پر تھا۔ یعنی جس کو کتّے نے کاٹا ہو اس کی حالت پر تھا۔ جب پروفیسر لیکچر کے لئے کھڑا ہوا اور اس نے اس امر پر زور دینا شروع کیا کہ اس مرض کا علاج دورہ ہونے سے پہلے کرنا چاہئے اور بہت جلد اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کو واضح کرانے کے لئے کہا کہ جناب بعض لوگ کہتے ہیں کہ دورہ پڑ جانے کے بعد بھی مریض اچھا ہوسکتا ہے۔ اس پر پروفیسر نے جھڑک کر کہا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ جو کہتا ہے وہ بیوقوف ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ غرض یہ ایسی بیماری تھی جس کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا تھا اور نہ کبھی ہوا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میاں عبدالکریم کو شفا دی اور وہ خدا کے فضل سے اب تک زندہ ہیں۔ (اس وقت جب آپ یہ بیان فرما رہے تھے۔) پس ثابت ہوا کہ اس طبعی قانون کے اوپر ایک ہستی حاکم ہے جس کے ہاتھ میں شفا کی طاقت ہے۔‘‘ (ماخوذ از ہستی باری تعالیٰ۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 329-328)

پھر آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ امریکہ سے دو مرد اور ایک عورت آئی۔ ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کے دعویٰ کے متعلق گفتگو کی۔ دورانِ گفتگو میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر آ گیا۔ اس شخص نے کہا کہ وہ تو خدا تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ان کے خدا ہونے کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ انہوں نے معجزے دکھائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ معجزے تو ہم بھی دکھلاتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے کوئی معجزہ دکھلائیں؟ آپ نے فرمایا تم خود میرا معجزہ ہو (یعنی وہ امریکن جس نے سوال کیا تھا اسے فرمایا کہ تم میرا معجزہ ہو۔) یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔ اور کہنے لگا مَیں کس طرح معجزہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ قادیان ایک بہت چھوٹا سا اور غیر معروف گاؤں تھا۔ معمولی سے معمولی کھانے کی چیزیں بھی یہاں سے نہیں مل سکتی تھیں حتی کہ ایک روپے کا آٹا بھی نہیں مل سکتا تھا اور اگر کسی کو ضرورت ہوتی تھی تو گیہوں لے کر پِسوا تا تھا۔ اُس وقت مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا میں بلند کروں گا اور تمام دنیا میں تمہاری شہرت ہو جائے گی۔ چاروں طرف سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ان کی آسائش اور آرام کے سامان بھی یہیں آ جائیں گے۔ يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ اور اس قدر آئیں گے کہ جن راستوں سے آئیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ (گہرے ہو جائیں گے۔) اب دیکھ لو کہ راستے کس قدر عمیق ہو گئے ہیں۔ بٹالے سے قادیان تک جو سڑک آتی ہے اس پر پچھلے ہی سال گورنمنٹ نے دو ہزار روپے کی مٹی ڈلوائی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے پاس امریکہ سے آئے ہو۔ تمہارا مجھ سے کیا تعلق تھا۔ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا مجھے کون جانتا تھا۔ مگر آج تم اتنی دور سے میرے پاس چل کر آئے ہو یہی میری صداقت کا نشان ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ مجھے اپنا کوئی معجزہ دکھائیں تو سب لوگ حیران تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا کیا جواب دیں گے؟ سب نے یہی خیال کیا کہ آپ کوئی ایسی تقریر کریں گے جس میں معجزات کے متعلق بتائیں گے کہ کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن جونہی اس نے اپنی بات کو ختم کیا اور آپ کو انگریزی سے اردو ترجمہ کر کے سنائی گئی تو آپ نے فوراً یہی جواب دیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن ہر ایک انسان کی عقل اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اب بھی ہر ایک وہ انسان جو عقل سے کام نہیں لے گا کہے گا کہ یہ کیا معجزہ ہے؟ مگر جن کی آنکھیں کھلی ہوئی اور عقل اور سمجھ رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا معجزہ ہے اور حق کے قبول کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ میری صداقت میں لاکھوں نشانات دکھلائے گئے۔ لیکن مَیں تو کہتا ہوں کہ اتنے نشانات دکھلائے گئے ہیں جو گنے بھی نہیں جاسکتے مگر پھر بھی بہت سے نادان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنے تو مرزا صاحب کے الہام بھی نہیں۔ پھر نشانات کس طرح اس قدر ہو گئے؟ لیکن عقل اور سمجھ رکھنے والے انسان خوب جانتے ہیں کہ لاکھوں نشانات تو ایک الہام سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں۔

ایک قصّہ مشہور ہے کہ کوئی شخص تھا اس نے اپنے بھتیجوں سے کہا کہ کل میں تم کو ایک ایسا لڈّو کھلاؤں گا جو کئی ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو انہوں نے لڈّو کھانے کی امید پر کچھ نہ کھایا اور چچا کو کہا کہ وہ لڈو دیجئے۔ اس نے ایک معمولی لڈو نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہے وہ لڈو جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ سخت حیران ہوئے کہ یہ کس طرح کئی لاکھ آدمیوں کا بنایا ہوا ہے؟ چچا نے کہا کہ تم کاغذ اور قلم لے کر لکھنا شروع کر دو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ واقعہ میں اس لڈو کو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہے۔ دیکھو ایک حلوائی نے اسے بنایا۔ اس کے بنانے میں جو چیزیں استعمال ہوئیں ان کو حلوائی نے کئی آدمیوں سے خریدا۔ پھر ان میں سے ہر ایک چیز کو ہزاروں آدمیوں نے بنایا۔ مثلاً شکر کو ہی لے لو اس کی تیاری پر کتنے آدمیوں کی محنت خرچ ہوئی ہے۔ کوئی اس کو مَلنے والے ہیں۔ کوئی رَس نکالنے والے ہیں۔ کوئی نیشکر کھیت سے لانے والے۔ کوئی ہل جوتنے والے۔ پانی دینے والے۔ پھر ہل میں جو لوہا اور لکڑی خرچ ہوئی ہے اس کے بنانے والے۔ اسی طرح سب کا حساب لگاؤ تو کس قدر آدمی بنتے ہیں؟ پھر شکّر کے سوا اس میں آٹا ہے۔ اس کے تیار کرنے والے کا اندازہ لگاؤ۔ کیا اس طرح اتنی تعداد نہیں بن جاتی؟ بھتیجوں نے یہ سن کر کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ یہ بات ان بچوں کی سمجھ میں تو نہ آئی لیکن وہ شخص چونکہ عقلمند تھا اس لئے وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک لڈّو کے تیار ہونے میں لاکھوں آدمیوں کی محنت خرچ ہوتی ہے۔

یہ تو اس نے دنیاوی رنگ میں نصیحت کی تھی مگر جو روحانی بزرگ ہوتے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ (پھر آپ نے مرزا مظہر جان جاناں کا واقعہ بیان کیا کہ) انہوں نے بٹالے کے ایک شخص غلام نبی کو دو لڈو دیئے۔ اس نے منہ میں ڈال لئے اور کھا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے انہوں نے پوچھا کہ تم نے ان لڈوؤں کا کیا کیا؟ اس نے کہا کھا لئے۔ یہ سن کر انہوں نے نہایت تعجب انگیز لہجے میں پوچھا کہ ہیں! کھا لئے؟ اس نے کہا جی ہاں کھا لئے۔ اسی طرح وہ بار بار ان سے پوچھتے رہے اور تعجب کرتے رہے۔ اتنی جلدی تم نے کھا لئے۔ اس کو خیال ہوا کہ انہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ کس طرح کھاتے ہیں۔ ایک دن کوئی شخص ان کے پاس کچھ لڈو لایا۔ ان میں سے آپ نے ایک لڈو اٹھا کر رومال پر رکھ لیا اور اس میں سے ایک ریزہ توڑ کر آپ نے تقریر شروع کر دی کہ میں ایک ناچیز ہستی، میرے لئے خدا تعالیٰ نے یہ اتنی بڑی نعمت بھیجی ہے۔ اس میں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں۔ پھر ان کو کتنے آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ کیا مجھ ناچیز کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نعمت بھیجی ہے؟ اس طرح تقریر کرتے رہے اور ادھر اپنی عاجزی اور فروتنی بیان کرتے رہے اور اُدھر خدا تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرتے رہے۔ اسی طرح ظہر سے کرتے کرتے ابھی پہلا ہی دانہ جو منہ میں ڈالا تھا وہی کھایا تھا کہ عصر کی اذان ہو گئی اور اسے چھوڑ کر وضو کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ کیا بات تھی؟ یہی کہ اس لڈو میں انہیں خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشانات نظر آتے تھے۔ یوں کھانے والا تو چار پانچ دس بیس لڈو بھی جھٹ پٹ کھا سکتا ہے مگر مظہر جان جاناں کے لئے ایک ہی لڈو اتنا بوجھل ہو گیا کہ اس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے ان کی کمر ٹوٹی جاتی تھی۔ تو عقل ہی ایک چھوٹی سی چیز کو بڑا بنا دیتی ہے اور نادانی نظر آنے والی بڑی چیز کو بھی چھوٹا ظاہر کر دیتی ہے۔ اسی طرح عقل ایک بڑی نظر آنے والی چیز کو چھوٹا دکھا دیتی ہے اور نادانی ایک معمولی چیز کو بڑا دکھا دیتی ہے۔ تو عقلمند انسان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھ لیتا ہے اور نادان بڑی بڑی اہم باتوں میں بھی کچھ نہیں دیکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ میری صداقت کے خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھلائے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے اور (اس میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں تو کہتا ہوں کہ آپ کی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اس قدر نشانات دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔ مگر کن کے لئے؟ (یہ نشان جو دکھلائے ہیں کن کے لئے ہیں؟) اُنہیں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آپ کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے لئے یہاں آئے تو یہ جس قدر بھی عمارتیں ہیں جو سامنے نظر آ رہی ہیں۔ (یہ قادیان میں فرما رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہو کر) ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب آپ کے نشان ہیں۔ پھر احمدیہ بازار سے آگے کے جس قدر مکانات بنے ہوئے ہیں ان کے لئے جو زمین تیار کی گئی ہے، اس میں ڈالا ہوا مٹی کا ایک ایک بورا نشان ہے۔ یہاں ایک اتنا بڑا گڑھا تھا کہ اس میں ہاتھی غرق ہوسکتا تھا (مٹّی ڈال ڈال کے وہ بھرا اور پھر آبادی ہوئی۔) پھر قادیان سے باہر شمال کی طرف نکل جائیں وہاں جو اونچی اور بلند عمارتیں نظر آئیں گی ان کی ہر ایک اینٹ اور چونے کا ایک ایک ذرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے۔ پھر قادیان میں چلتے پھرتے جس قدر انسان نظر آتے ہیں خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا غیر احمدی ہیں یا احمدی سب کے سب آپ ہی کی صداقت کے نشان ہیں۔ احمدی تو اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو دیکھ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں کے ہو رہے اور غیر احمدی اور دوسرے مذاہب والے اس لئے کہ ان کی طرز رہائش، لباس وغیرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے وہ نہ تھے جو اَب ہیں۔ ان کی پگڑی، ان کا کرتہ، ان کا پاجامہ، ان کی عمارتیں، ان کا مال، ان کی دولت وہ نہ تھی جو اَب ہے۔

(آج بھی قادیان کی ترقی اس بات کا ثبوت ہے۔ آج بھی لوگ قادیان جاتے ہیں تو اس لئے جاتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی ہے۔ اس لئے نہیں جاتے کہ ایک شہر ہے اور عام شہروں کی طرح اس کی آبادی بڑھ رہی ہے اور ترقی کر رہا ہے یا شہر پھیل گیا ہے۔ وہاں کے کاروباری لوگ آج بھی اس امید پر بیٹھے ہوتے ہیں کہ یہاں جلسہ ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری کردہ ہے تو ہمارے کاروبار بھی چمکیں گے۔ تو مالی لحاظ سے بھی غیروں کی یہ ترقیاں آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے اس شہر میں ہو رہی ہیں۔ بہرحال) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے پر لوگ آپ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے بھی فائدہ اٹھالیا اور لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ کی وجہ سے ان کو بھی

نعمت مل گئی تو یہ سب آپ کی صداقت کے نشانات ہیں۔(حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی مسجد (جہاں آپ یہ خطبہ دے رہے تھے اس) کی یہ عمارت یہ لکڑی یہ کھمبا یہ سب نشانات ہیں کیونکہ یہ پہلے نہیں تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو پھر بنے۔ پس لاکھوں نشانات تو یہاں ہی مل سکتے ہیں۔ پھر سالانہ جلسے پر جس قدر لوگ آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آنے والا ایک نشان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر سال ظاہر کرتا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہے گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نشانات کا یہ بہت کم اندازہ لگایا کہ وہ لاکھوں ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ اس قدر ہیں کہ کوئی انسانی طاقت ان کو گن ہی نہیں سکتی۔ صرف خدا تعالیٰ ہی کے اندازے میں آ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ نشانات ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہوتے ہیں وہاں اس آیت کے ماتحت یہ بھی بتاتے ہیں کہ اول ہر ایک آنے والا انسان آنکھیں کھول کے دیکھے کہ یہاں کس قدر نشانات ہیں اور پھر وہ خود بھی ایک نشان ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 354 تا 357) اور آج دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی اور جماعت احمدیہ کی مساجد، مشن ہاؤسز، جامعات، سکول، ہسپتال، مقامی باشندوں کا آپ کے ساتھ عقیدت اور احترام کا اظہار یہ سب نشانات ہیں۔ جس کی روحانی نظر ہو اسی کو نظر آ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا مَیں آپ کا کوئی نشان دیکھنے آیا ہوں۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا میاں تم میری کتاب حقیقۃ الوحی دیکھ لو تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں کس قدر نشانات دکھائے ہیں۔ تم نے ان سے کیا فائدہ اٹھایا ہے کہ اور نشان دیکھنے آئے ہو؟

پس اگر اس شخص نے دو منٹ یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی دو چار پیشگوئیاں پیش کی ہوتیں تو ہم دو سال کیا اس کی دو سو سال والی پیشگوئی بھی مان لیتے اور کہتے کہ جب ہم نے دو تین یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں دیکھی ہیں تو یہ لمبے عرصے والی پیشگوئیاں بھی ضرور پوری ہوں گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کی پیشگوئیاں دکھائے بغیر لمبے عرصے والی پیشگوئیاں کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔'' (ماخوذ از الفضل 14 اگست 1956 صفحہ 4 جلد 45/10 نمبر 189)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں تو آپ کی زندگی میں پوری ہوئیں اور آج تک ہو رہی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعت کی روزانہ ترقی اس کی دلیل ہے، اس کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر جس طرح ہو رہی ہیں ان کو نظر نہ آنے والوں کو بھی بصارت عطا فرمائے کہ وہ ان کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر لمحہ اپنے ایمان میں مضبوط تر کرتا چلا جائے۔

☆......☆......☆

آئی آئی چندریگر اور آریہ سماج

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

خدا تعالیٰ کی بھی عجیب در عجیب قدرتیں ہیں، کبھی وہ مخالفین حق کا نام ونشان مٹا دیتا ہے اور کبھی دشمنان صداقت کا اس حد تک ذکر ضرور محفوظ کر دیتا ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں تاریخ کے درس عبرت سے نا آشنا محض نہ رہ جائیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معاشی دارالحکومت اور سب سے بڑے شہر کراچی کی ایک مرکزی اور معروف ترین شاہراہ کا نام ''آئی آئی چندریگر روڈ'' ہے۔ قومی و عالمی تجارتی و مالیاتی ونشریاتی اداروں کے مرکزی دفاتر کی فراوانی کے سبب اسے پاکستان کی ''وال سٹریٹ'' بھی کہا جاتا ہے۔ برطانوی دور میں اس سڑک کا نام ''میکلوڈ روڈ'' تھا، جسے بعد میں پاکستان کے چھٹے وزیر اعظم ''ابراہیم اسماعیل چندریگر'' کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔

آئی آئی چندریگر صاحب 1897ء میں احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ بمبئی یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی، وکالت اور سیاست کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے یہ صاحب صرف اور صرف 60 دن کے لئے ملک کے وزیر اعظم بھی بنے اور جگ ہنسائی کا موجب بنے۔

ان سطور میں چندریگر صاحب کا 1951ء سے 2 مئی 1953ء تک گورنر پنجاب ہونے کا دَور زیر بحث ہے۔ یہ وہی دور ہے جس میں معاندین احمدیت نے حق دشمنی میں اندھے ہوکر وہ سیاہ ترین کام کئے کہ اسلامی جمہوریہ کی تاریخ کا شرمناک باب ہے۔ 1953ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر مہم چلائی گئی اور ہر طرح کا نقصان پہنچانے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ نہتے احمدیوں کو بلوے کروا کر شہید کیا گیا۔ اموال لوٹے گئے۔ ہر ممکن اذیت پہنچائی گئی۔ ایسے میں اس پُرامن اور قانون کا احترام کرنے والی جماعت کا حقِّ وضاحت و دفاع بھی چھیننے کی کوشش کی گئی، اور صوبہ پنجاب کے گورنر آئی آئی چندریگر نے جہاں اپنے فرائض سے یکسر مجرمانہ غفلت برتی وہاں ڈھٹائی، بے ادبی اور سفّاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سرکاری کارندوں کے ذریعہ مظلوم احمدیوں کے لئے ماں باپ سے بڑھ کر شفیق، فکرمند، اولوالعزم امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو حالات پر تبصرہ نہ کرنے کا نوٹس بھجوا دیا۔ تب شیر خدا نے نوٹس لانے والے پولیس افسر کو فرمایا:

''بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا، اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔''

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد 14 اور خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ فرمودہ مورخہ 14 جون 1957ء)

یہ گورنر صاحب ان الفاظ کی ادائیگی کے محض سات دن بعد برطرف کردیئے گئے اور آج بھی انصاف پسند مورخ ''آئی آئی چندریگر'' کو ایک نہایت ہی غیر کامیاب لیڈر کے طور پر دیکھتا ہے۔ مگر روزانہ خبروں میں ''آئی آئی چندریگر روڈ'' کا نام سن کر صاحب ایمان کے لئے ترقی ایمان کا سامان ضرور موجود ہے۔

اسی طرح اگر ہم آریہ سماج کو دیکھیں تو 1875ء میں سوامی دیانند نے بمبئی ہندوستان میں آریہ سماج (Society Of Nobles) کا باقاعدہ قیام کیا۔ ہندومت میں اصلاح کے لیے انہوں نے غیر معمولی کام کئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے متحدہ ہندوستان میں ہندومت پر جوش ترین نمائندہ کے طور پر سامنے آگئے۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش (The Light Of Truth) کے نام سے شائع کروائی۔ اس عجیب وغریب کتاب میں صرف دین حق اسلام پر ہی ناواجب حملے نہیں کئے گئے بلکہ عیسائیت، جین مت، سکھ مت پر نکتہ چینی، طعنہ زنی اور نیش زنی کی، حتی کہ غیر آریہ سماجی قدیمی ہندوؤں کو بھی نہیں بخشا۔

آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند نے اپنے عقائد کی بنیاد ویدوں کو ہی قرار دیا ہے لیکن ویدوں میں آریہ عقائد اس طرح بیان نہیں ہیں جس طرح دیانند نے بتائے ہیں اور محققین متفق ہیں کہ یہ عقائد پنڈت دیانند کے ذاتی خیالات پر مبنی ہیں نہ کہ وید پر۔

مثلاً گوشت خوری کی تاریخ پر قلم زنی کرنے والے ''ڈی این جھا'' بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں زمانہ قدیم

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

آئینہ عالم

ابن صدیق

یورپ کے عیسائیوں نے ارض مقدس یعنی فلسطین کی سرزمین کو مسلمانوں سے چھڑوانے کے لیے جو جنگیں کیں انہیں صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔ نام سے ظاہر ہے کہ یورپ کے عیسائیوں کو بتایا جاتا تھا کہ یہ جنگیں مقدس ہیں۔ چھوٹی بڑی مہمات پر مشتمل یہ جنگیں دو سو سال تک جاری رہیں۔ ان کا آغاز 1092ء سے ہوتا ہے اور 1303ء تک یہ سلسلہ وقفوں سے جاری رہا۔ ان کا مقصد یروشلم اور اس کے اردگرد کے علاقہ پر قبضہ کرنا تھا۔ پوپ اربن دوئم نے 1095ء میں یورپ میں سے ایک فوج تیار کرنے کی درخواست کی جو ارض مقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑائے۔ عام لوگوں کو یہ بتا کر جنگ کے لیے تیار کیا گیا کہ مسلمان لوٹ مار کرتے ہیں اور گرجوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

صلیبی جنگوں کے اس عرصہ کے دوران عیسائیوں نے ایک مرتبہ 1099ء میں یروشلم پر قبضہ کیا جو 1187ء تک رہا جب صلاح الدین ایوبی کی سپہ سالاری میں مسلمانوں نے دوبارہ یروشلم کو فتح کر لیا۔

مذہب کے نام پر لڑی جانے والی ان جنگوں میں سے ایک عجیب جنگ 1212ء میں لڑی گئی تھی۔ یہ جنگ بچوں کی صلیبی جنگ کہلاتی ہے جس کے لیے پچاس ہزار بچے یورپ سے یروشلم کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک گروپ فرانس سے تھا اور دوسرا جرمنی سے تعلق رکھتا تھا۔ ان میں سے متعدد بچے راستے میں ہی مر گئے اور بہت سے شمالی افریقہ میں غلام بنا کر بیچ دیئے گئے۔

ان جنگوں کے دوران عیسائیوں نے بالعموم مسلمانوں کی جو حالت دیکھی وہ اس سے بالکل مختلف تھی جس کی تصویر کشی یورپ میں کی جاتی تھی۔ مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور اخلاق نے انہیں متاثر کیا۔ انھوں نے یہ دیکھا کہ مسلمان اپنے سرداروں کی عزت کرتے تھے۔ ان کا صفائی کا معیار بہت بہتر تھا۔ قلعوں کی تعمیر میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اسی طرح وہ ان کے دیگر بہت سے خیالات و افکار سے متاثر ہوئے۔ اور بہت کچھ جو انہوں نے دیکھا اور سیکھا تھا وہ اپنے ساتھ یورپ لے کر گئے۔ ان میں سے ایک اہم شعبۂ زندگی علم طب بھی تھا۔ یورپ میں بہت قدیمی طریقہ ہائے طب مروّج تھے۔ مثلاً وہ گینگرین زدہ ٹانگوں کو کاٹ دیتے تھے، زخموں کو ابلتے ہوئے تیل سے جلاتے تھے۔ توہّمات کا شکار تھے۔ جنّ نکالنے کے لئے پیشانی پر چاقو کی دھار سے صلیب کا نشان کندہ کرتے تھے وغیرہ۔

صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے جب ارض مقدس میں آئے تو انہیں یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا طریق علاج بہت مختلف اور آسان ہے۔ وہ علاج کرنے اور زخموں کو مندمل کرنے کے لیے آکوپنکچر سے کام لیتے تھے یا دوا مثلاً مرہم استعمال کرتے تھے۔ سوجن وغیرہ کو ٹھیک کرنے کے لئے وہ پلٹس تجویز کیا کرتے تھے۔ معدے کے امراض میں شفا بخش غذائیں استعمال کرواتے تھے۔ مسلمان طبیب ارض مقدس میں پائے جانے والے عام امراض کو بہت بہتر طور پر سمجھتے تھے۔ صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے یورپ کے لوگوں کے لیے یہ بات بھی عجیب تھی کہ مسلمان علاج معالجہ کے سلسلے میں ہر ایک سے برابری کا سلوک کرتے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ مسلمان طبیب بہت سے ایسے لوگوں کی جانیں بچاتے ہیں جو وہاں خود مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے ہیں۔ یہ بات عیسائیوں کے لئے حیرت انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے شکرگزاری کے جذبات بھی پیدا کرتی تھی۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمانوں کے ان اعلیٰ اخلاق اور ان کی علمی ترقی کا اصل باعث قرآن کریم کی تعلیم پر دل وجان سے عمل پیرا ہونا تھا۔

(بشکریہ: ماہنامہ انصار اللہ۔ اپریل 2015ء)

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

بقیہ رپورٹ: پہلا جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز

از صفحہ نمبر 2..........................

کا اظہار، خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا، نظم پڑھ کر کر رہے تھے۔

اس جلسہ کے مبارک موقع پر 12 مختلف قوموں کے نمائندوں نے شرکت کی توفیق پائی جن میں مارشلی، کوسرائین، کیریباتی، ٹوالوون، غانین، امریکی، کینیڈین، پاکستانی، انڈین، انڈونیشین، فلپینو، اور جاپانی قوموں کے لوگ شامل تھے۔

معائنہ انتظامات

جلسہ سالانہ کے آغاز سے ایک دن قبل یعنی 2/ اپریل 2015ء بروز جمعرات جلسہ گاہ میں تمام ناظمین جلسہ معائنہ کے لئے اکٹھے ہوئے۔ نومبائعین کی Training کی غرض سے روایتی انداز میں مکرم فلاح الدین شمس صاحب (امریکہ) اور مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ متعلقہ ناظمین سے بعض انتظامی امور کے متعلق سوالات کئے اور بعض ہدایات بھی دیں۔ آخر پر مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے رضا کاران کو جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی تاریخی حیثیت کے بارہ میں بتایا۔

تربیتی دروس

نومبائعین کی تربیت کی غرض سے روزانہ بعد از نماز فجر اور مغرب وعشاء تربیتی دروس کا انتظام کیا گیا۔ بیرون ملک سے آنے والے مہمان علماء کرام اور بزرگوں نے متعدد تربیتی امور پر دروس دیے۔ ان دروس میں احباب جماعت کو اسلام کی فضیلت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقام، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد، خلافتِ احمدیہ کی اہمیت وضرورت، مہمان نوازی، اور جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد کے بارہ میں بتایا گیا۔

پہلے دن کا آغاز (بروز جمعہ)

نماز جمعہ کا انتظام جلسہ گاہ میں ہی کیا گیا تھا جو خاکسار مطیع اللہ جوئیہ (مبلغ مارشل آئی لینڈز) نے پڑھایا۔ جلسہ سالانہ کے پہلے دن کی کارروائی کا آغاز مکرم فلاح الدین شمس صاحب کی صدارت میں دوپہر ساڑھے تین بجے ہوا۔ قرآن کریم کی تلاوت خلیل ابراہیم آرکوہ صاحب نے کی۔ بعد ازاں انگریزی و مارشلی ترجمہ الیاس علی صاحب نے کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام برائے حاضرین جلسہ پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد اس پیغام کا مارشلی ترجمہ Isaac Marty نے پڑھا۔

....

خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام انگریزی زبان میں تھا۔ ذیل میں اس کا اردو مفہوم اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔ حضور انور نے اپنے پیغام میں فرمایا:

پیارے احباب جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنے پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد 3، 4 اور 5/ اپریل 2015ء کو بمقام ماجورو (Majuro) کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور تمام شاملین صالحین کے اس اجتماع سے بے حد روحانی فیوض حاصل کرنے والے ہوں۔

آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام وقت کو مانا ہے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری کی ہے کہ آپؐ کے بعد مسیح موعود اور مہدی کا ظہور ہوگا اور تم اس پر ایمان لاؤ۔

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے کا موقع دیا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق اور کامل اطاعت کا اظہار فرمایا۔ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ آپ اپنے ایمان کو تقویت دینے کی سعی کریں اور اسلام کی تعلیمات اور اسلامی روایات کی حتی الوسع پیروی کرنے کی کوشش کریں۔

ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ بہترین اخلاق، انتہائی ایمانداری اور دیانتداری کا نمونہ پیش کریں۔ اور ان سب امور سے بڑھ کر آپ کو خدا ترسی اور تقویٰ یعنی راستبازی کی بہترین مثال قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تاکیداً فرمایا ہے کہ:

"وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46-47۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام آپ کو اُس ملک سے جس میں آپ مقیم ہیں کامل وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور آپ کو ملک کی ترقی اور اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود میں حصہ ڈالنے کی بھی تعلیم دیتا ہے۔

اس لحاظ سے آپ کو اپنے تبلیغی فرائض کو بھولنا نہیں چاہئے۔ آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیغام کو لوگوں تک خوش اخلاقی، نرمی اور حکمت کے ساتھ پہنچائیں۔ یہ ضروری بات ہے کہ تمام دنیا حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیمات سے آگاہی حاصل کرے کیونکہ اس کے ذریعہ انسان کے لئے ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایک حقیقی تعلق پیدا کر سکے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتا رہے۔ کیونکہ وہ اس کے بغیر آپؐ سے حقیقی عشق کی شرط پوری نہیں کر سکتا۔ نیز درود کے بغیر کی گئی دعا کو قبولیت کا شرف حاصل نہیں ہوتا۔ درود کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کا اظہار ہے۔

میں تاکیداً کہنا چاہتا ہوں کہ آپ باقاعدگی سے میرے خطبات جمعہ سنا کریں اور افراد جماعت کو بھی خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے اس طرف توجہ دلائیں۔ آپ کو میری نصائح اور ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو کہ آپ کی روحانی ترقی کے لئے ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بابرکت نظام خلافت سے وابستہ رہیں اور اس کے ساتھ وفادار بھی رہیں۔ آج اسلام کا احیائے نو کا کام صرف نظام خلافت کے ساتھ چمٹے رہنے سے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے آپ کو ہمیشہ اس عالی نظام سے وابستہ رہنے کی سعی کرنی چاہیے۔ اور اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ مستقبل میں آپ کی نسلیں بھی ہمیشہ خلافت احمدیہ کی بابرکت رہنمائی کے سایہ تلے رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آپ سب کے اندر نیکی اور راستبازی کی ایک نئی روح پھونکی جائے تا کہ آپ اسلام اور انسانیت کی خدمت نئے روحانی جوش اور توانائی کے ساتھ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

....

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام "ہے دستِ قبلہ نما" ایریکا لیلیٰ صاحبہ نے منفرد انداز میں پیش کیا اور انگریزی و مارشلی ترجمہ لورین نینا صاحبہ نے پڑھ کر سنایا۔

جلسہ سالانہ کی پہلی تقریر کے لئے مکرم اعظم اکرم صاحب، مبلغ ڈیٹن، اوہایو جماعت کو بلایا گیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مقدس صحف میں پیشگوئیوں کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر "میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟" کے موضوع پر "کوسرائے" سے آنے والے مہمان سومر ٹیلی صاحب نے کی۔

بعد ازاں آخری تقریر مکرم یحییٰ لقمان صاحب، مبلغ "کوسرائے" نے کی جس کا عنوان تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے کامل نمونہ ہیں۔"

جلسہ کی تمام تقاریر کے بعد ان کا مارشلی زبان میں ترجمہ Isaac Marty صاحب نے کیا۔

دعا سے قبل مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے حاضرین جلسہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک تحریرات پڑھ کر سنائیں۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن (بروز ہفتہ)

دوسرے دن کا آغاز مسجد بیت الاحد میں باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا جو مکرم احتشام الحق کوثر صاحب نے پڑھائی اور معمول کے مطابق نماز فجر کے بعد درس القرآن دیا گیا۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی ساڑھے دس بجے شروع ہوئی جس کی صدارت مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ابراہیم آرکوہ صاحب نے کی۔ اس کے بعد انگریزی اور مارشلی ترجمہ جولینڈ عدیل صاحب نے کیا۔ ناصرات کے ایک گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا معروف عربی قصیدہ بڑی خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جس کا انگریزی و مارشلی ترجمہ مارتھا عائلہ صاحبہ نے پیش کیا۔ خاکسار مطیع اللہ جوئیہ، مبلغ مارشل آئی لینڈز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کا تعارف اور جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کی مختصر تاریخ بیان کی۔ اس کے بعد آٹھویں کلاس کے ایک طالب علم عزیزم ٹائیگر ٹیلی نے "حبّ الوطن من الایمان" کے مضمون پر انگریزی اور مارشلی زبان میں نہایت دلچسپ تقریر کی۔ بعد ازاں لانگ آئی لینڈ جماعت کے اطفال و ناصرات نے قومی جھنڈے کے رنگوں میں ایک جیسا لباس پہنے ہوئے قومی ترانہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے اسلام میں حب الوطنی کی تعلیم کے عنوان پر تقریر کی۔

آخر پر جزیرہ آرنو سے تعلق رکھنے والے سینیٹر Jibe Kabua صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مارشل آئی لینڈز ایک جمہوری ملک ہے اور یہاں پر سب مذاہب کو مکمل آزادی حاصل ہے اور آپ جیسے چاہیں اس ملک میں آزادانہ طریق پر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینیٹر کابوا نے مارشل آئی لینڈز میں مذہب کی تاریخ کے بارہ میں بتایا اور کہا کہ ان کے مطابق ہم سب کا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب اسی واحد و یگانہ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

اسی طرح جزیرہ رانگ لیپ کے میئر James Matayoshi کو اسٹیج پر دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ میرا بہت گہرا تعلق ہے اور مجھے امریکہ جماعت کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا بھی موقع ملا ہے اور میں نے یہ بات دیکھی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ممبر نہایت پڑھے لکھے اور معزز طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آخر پر میئر جیمز نے جماعت کی مارشل آئی لینڈز میں انسانیت کے لئے خدمات کا شکریہ ادا کیا اور اپنی مدد کا یقین دلایا۔

امریکی سفیر Hon. Tom Armbruster ملک سے باہر ہونے کے سبب شریک نہیں ہو پائے مگر Norman Barth نے ان کی نمائندگی کی۔ انہوں نے سب سے پہلے تمام حاضرین کو جلسہ سالانہ کی مبارکباد پیش کی اور پھر کہا کہ Pacific کے جزائر نہایت پُرامن ہیں اور یہاں پر مختلف مذاہب کے ماننے والے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ اسلام کی نمائندگی جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔

تمام معززین کو مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور ہیومینٹی فرسٹ کا Souvenir بطور تحفہ پیش کیا۔

آخر پر مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شاملین جلسہ کے لئے کی گئی دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ اسی طرح تمام رضا کاران کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی لگن اور محنت سے کام کیا اور پھر مکرم جلال لطیف صاحب صدر جماعت زائن (امریکہ) سے درخواست کی کہ وہ اختتامی دعا کروائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کے پہلے جلسہ سالانہ کی کل حاضری 240 رہی جن میں تقریباً 150 احمدی احباب اور 90 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔

جلسہ کی تصاویر اور خبر کو ملکی اخبار The Marshall Islands Journal نے اپریل 10 اور 17 کے شمارہ میں شائع کیا۔ امریکی ایمبیسی نے اپنے Facebook Page پر جلسہ سالانہ کی تصویر لگا کر جماعت کو مبارکباد دی اور جماعت کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے جماعت کی بے لوث خدمتِ خلق کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کو روز افزوں ترقی دے اور اس جلسہ سالانہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ شہادت توحید

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی روشنی میں

(نصیر احمد قمر)

قسط نمبر 2

غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جُھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ **نماز اور توحید کچھ ہی کہو، کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے۔**''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 107۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

''انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ غیر کے وجود کو کالعدم سمجھنا یہ بھی اختیاری نہیں ہے کیونکہ یہ حالت عشقیہ ہے جو اَز خود پیدا نہیں ہوسکتی بلکہ اس کی جڑ محبت ذاتی ہے۔ جب محبت ذاتی کے مقام پر انسان پہنچتا ہے تو پھر یہ عشقیہ حالت پیدا ہوکر غیر کے وجود کو جلا دیتی ہے اور پھر کسی کے مدح وذم یا عذاب وثواب کی بھی پروا نہیں ہوتی۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی مدح بھی سن لیا کرتے تھے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ آپ کو اس مدح کی پروا ہوتی تھی، سخت غلطی ہے۔ آپ کو ان باتوں کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا اور کوئی اثر اس کا آپؐ پر نہیں ہوسکتا تھا۔ ایک محلِّ مدح ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے **لیکن آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق اور رشتہ تھا کہ کسی دوسرے کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ پس آپ کسی انسان کی مدح سے کیا خوش ہوسکتے تھے۔ ایسا ہی ذمّ کا حال ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی میں فنا ہو چکے تھے۔......ذاتی محبت والے سے اگر اس کی غرض پوچھی جاوے کہ تُو کیوں خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ کچھ بھی بتا نہیں سکتا کیونکہ اسے کوئی ذاتی غرض محسوس ہی نہیں ہوتی۔** بلکہ اگر اس کے لیے دوزخ کی وعید بھی ہو کہ تُو اگر عبادت کرے گا تو دوزخ ملے گا تب بھی وہ رک نہیں سکتا کیونکہ اس کے رگ وریشہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور محبت ہوتی ہے۔ وہ بے اختیار ہوکر اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ کیوں کھنچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ ثواب وعذاب کی پروا کرتا ہے اور نہ مدح وذم کا اثر اس پر ہوتا ہے۔ انبیاء ورسل اسی مقام پر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مخالفت اور خطرناک مصائب اور مشکلات ان کو اپنے کام سے ہٹا نہیں سکتے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 632-631۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے

''نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو۔ اسی لیے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کردے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لیے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہوکر ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کرلیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لیے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ **پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اُڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور وِرد قرار دے دیئے۔** کوئی نوشاہی ہے۔ کوئی چشتی ہے۔ کوئی کچھ ہے، کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہوجاتے تھے''۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 93۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سِرّ اور راز

''اللہ تعالیٰ نے اسباب کو اور بھی صاف کرنے اور وضاحت سے دُنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے۔ مگر پھر بھی ایک وقت اُن پر آتا ہے کہ وہ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح صدا دیتے ہیں؟ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو رعایت اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے؛ ورنہ اللہ تعالیٰ پر اُن کو کامل ایمان اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (المومن:52) ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔

مَیں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کرسکتا ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ حقیقی مُعاون وناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل ہے۔ دُنیا اور دُنیا کی مددیں اُن لوگوں کے سامنے کَالۡمَیِّت ہوتی ہیں۔ وہ مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ لیکن دُنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متوّلی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل سچ ہے۔ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (اعراف:197) اللہ تعالیٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دُوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں۔

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے، اس لئے کہ وقت نُصرتِ الٰہی کا تھا، اُس کو تلاش کرتے تھے کہ وُہ کس کے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے۔

دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا، بلکہ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہہ کر وہ اُس نصرت کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرطِ شوق سے بیقرار دل کی طرح اس کی تلاش میں رہتا ہے۔ نادان اور کوتہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وُہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے، بلکہ اسی طرح پر اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔ **پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سِرّ اور راز یہ ہی ہے** جو قیامت تک اسی طرح پر رہے گا۔

اشاعتِ دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے، تا کہ دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت پیدا کریں؛ ورنہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ قریب بہ کفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متوّلی قرار دیں، اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا اِمکان محال مطلق ہے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ **توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ کُل مُرادوں کا مُعطی اور تمام امراض کا چارہ اور مدار وہی ذاتِ واحد ہو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی یہی ہیں۔ صوفیوں نے اس میں اِلٰہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔**

نماز عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ ہے۔

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے **جب تک انسان کامل توحید پر کاربند نہیں ہوتا، اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔** اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں، اَنانیت اور شیخی دور ہوکر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور **عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔**

مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ **اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہوجاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہوجائیں''۔**

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 108-107۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز بمنزلہ غذا

''بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہیں کہ نماز ان کے لیے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے، جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اُسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظّ حاصل کرتا ہے۔ یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اُسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھا کر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہوجاتی ہے۔ **وہ نماز اس کے لیے ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنے سے اس کے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذّت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے** اور اس کو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لیے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے۔ **اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔ اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔** جس طرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات اور مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔ اس لیے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راست باز، ابدال، قطب گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے۔ **خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلوٰۃِ۔ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔** اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کے لیے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے اور یہی معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 605۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہمہ عالَم بخواب واُو بیدار

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے آپ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک رات آپؐ کی باری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ کچھ حصّہ رات کا گزر گیا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ آپؐ موجود نہیں۔ اُسے شبہ ہوا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے ہاں گئے ہوں۔ اُس نے اُٹھ کر ہر ایک گھر میں تلاش کیا، مگر آپؐ نہ ملے۔ آخر دیکھا کہ آپؐ قبرستان میں ہیں اور سجدہ میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ آپؐ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مُردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے۔ تو کیا آپؐ کی بیویاں حظّ نفس یا اتباعِ شہوت کی بنا پر ہوسکتی ہیں؟''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 51۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہر کہ دارد یکے دلآرامے
جز بوصلش نیاید آرامے
شب بہ بستر تپد زِ فرقتِ یار
ہمہ عالَم بخواب و اُو بیدار

جو شخص ایک ہی دلآرام کا عاشق ہے اسے اس کے وصل کے سوا آرام ہی نہیں آتا۔ رات بھر وہ محبوب کی جدائی میں بستر پر تڑپتا ہے۔ سب دنیا سورہی ہوتی ہے اور وہ جاگتا ہے۔

از شرابِ شوقِ جاناں بیخودے
در سرش بر خاک بنہادہ سرے

وہ محبوب کے عشق کی شراب میں بیخود ہے۔اس کی محبّت میں اس نے اپنا سر خاک پر رکھا ہُوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زُہد اور عبادت میں استغراق

''……**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتع دنیاوی کا یہ حال تھا** کہ ایک بار حضرت عمرؓ آپؐ سے ملنے گئے۔ایک لڑکا بھیج کر اجازت چاہی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔جب حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپؐ کی پُشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔آپؐ نے پوچھا۔اے عمرؓ! تجھ کو کس چیز نے رُلایا؟ عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعّم کے اسباب رکھیں اور آپؐ جو خدا تعالیٰ کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے عمرؓ! مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میں تو اس مسافر کی طرح گزارہ کرتا ہوں جو اُونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو،ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں ستالے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔……**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت اور مشقت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو اس محنت میں مرجائے گا؛** حالانکہ ہم نے تیرے لیے بیویاں بھی حلال کی ہیں۔یہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو ایسے ہی فرمایا جیسے ماں اپنے بچے کو پڑھنے یا دوسرے کام میں مستغرق دیکھ کر صحت کے قیام کے لحاظ سے اُسے کھیلنے کودنے کی اجازت دیتی ہے۔خدا تعالیٰ کا یہ خطاب اسی غرض سے ہے کہ آپ تازہ دم ہوکر پھر دین کی خدمت میں مصروف ہوں۔اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ آپ شہوات کی طرف جھک جاویں۔نادان معترض ایک پہلو کو تو دیکھتے ہیں اور دوسرے کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔پادریوں نے اس بات کی طرف کبھی غور نہیں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی میلان کس طرف تھا اور رات دن آپؐ کس فکر میں رہتے تھے۔……**مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) سے ظاہر ہے کہ انسان صرف عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔پس اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے جس قدر چیز اُسے درکار ہے۔اگر اُس سے زیادہ لیتا ہے تو گو وہ شئے حلال ہی ہو مگر فضول ہونے کی وجہ سے اس کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔**

جو انسان رات دن نفسانی لذّات میں مصروف ہے وہ عبادت کا کیا حق ادا کرسکتا ہے۔مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک تلخ زندگی بسر کرے لیکن عیش وعشرت میں بسر کرنے سے تو وہ اس زندگی کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کر سکتا……۔

……**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں اس قدر روتے اور قیام کرتے کہ آپؐ کے پاؤں پر وَرم ہو جاتا۔صحابہؓ نے عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں پھر اس قدر مشقّت اور رونے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: کیا مَیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟''۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 51 تا 53۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مردانِ خدا، خدا نباشند
لیکن زِ خدا جُدا نباشند

''قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔اَور تو اَور ہمارے نبی **کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف:111) ہی فرماتے رہے۔یہاں تک کہ کلمۂ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔جس کے بدُوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔**

سوچو! اور پھر سوچو!! **پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔……اہل اللہ قرب الٰہی میں ایسے مقام تک جا پہنچتے ہیں جبکہ ربانی رنگ بشریت کے رنگ وبُو کو بتمام وکمال اپنے رنگ کے نیچے متواری کر لیتا ہے اور جس طرح آگ لوہے کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ ظاہر میں بجز آگ کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا اور ظلی طور پر وہ صفات الٰہیہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔اس وقت اس سے بدُوں دعا والتماس ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو اپنے اندر الوہیت کے خواص رکھتے ہیں اور وہ ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں جو جس طرح کہتے ہیں اسی طرح ہو جاتی ہیں۔قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور زبان سے ایسے امور کے صدور کی بصراحت بحث ہے۔** جیسا کہ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 18) اور ایسا ہی معجزہ شق القمر اور اسی طرح پر اکثر مریضوں اور سقیم الحال لوگوں کا اچھا کر دینا ثابت ہے۔قرآن شریف میں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم:4) **یہ اس شدید اور اعلیٰ ترین قرب ہی کی طرف اشارہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تزکیۂ نفس اور قرب الٰہی کی ایک دلیل ہے۔**

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبد مومن کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ وغیرہ ہو جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اعضاء للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگین ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔یا ایک مصفّا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفاء تام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔یا یہ کہو کہ اس حالت میں وہ اپنی انسانیت سے بکلی دستبردار ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب انسان بولتا ہے تو اس کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ لوگ اس کی فصاحت اور خوش بیانی اور قادر الکلامی کی تعریف کریں۔مگر وہ لوگ جو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور ان کی روح جب جوش مارتی ہے تب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ایک موج اس پر اثر انداز ہوکر تموّج پیدا کر دیتی ہے۔اور اپنی آواز اور تکلم سے وہ نہیں بولتے بلکہ الٰہی حال اور قال اور جوش سے۔اور ایسا ہی جب وہ دیکھتے ہیں تو جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دیکھنے میں فکر شامل ہے ان کی رؤیت اپنے دخل سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نور سے۔اور وہ ان کو ایک ایسی چیز دکھا دیتا ہے جو دوسری پُرغور نظر بھی نہیں دیکھ سکتی۔

……**مدّعا یہ ہے کہ مومن جب خدا سے محبت کرتا ہے تو الٰہی نور کا اس پر احاطہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ نور اس کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اور اس کی بشریت کو ایک حد تک بھسم کر جاتا ہے جیسے آگ میں پڑا ہوا لوہا ہو جاتا ہے۔لیکن پھر بھی وہ عبودیت اور بشریت معدوم نہیں ہو جاتی۔یہی وہ راز ہے جو قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف:111) کی تہ میں مرکوز ہے۔بشریت تو ہوتی ہے مگر وہ الوہیت کے رنگ کے نیچے متواری ہو جاتی ہے اور اس کے تمام قویٰ اور اعضاء للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہوکر اس کی خواہشوں کی تصویر ہو جاتے ہیں۔اور یہی وہ امتیاز ہے جو اس کو کروڑہا مخلوق کی روحانی تربیت کا کفیل بنا دیتا ہے اور ربوبیت تامہ کا ایک مظہر قرار دیتا ہے۔اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی ایک نبی اس قدر مخلوقات کے لئے ہادی اور رہبر نہ ہوسکے۔**

چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کُل دنیا کے انسانوں کی روحانی تربیت کے لئے آئے تھے۔اس لئے یہ رنگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بدرجہ کمال موجود تھا اور یہی وہ مرتبہ ہے جس پر قرآن کریم نے متعدد مقامات پر حضور کی نسبت شہادت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مقابل اور اسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) اور ایسا ہی فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159) قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اُمّی فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے آپؐ کا کوئی استاد نہ تھا۔مگر بایں ہمہ کہ آپ اُمّی تھے حضور کے دین میں اُمِّيُّوْنَ، اوسط درجہ کے آدمیوں کے علاوہ، اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور عالموں کو بھی کر دیا۔** قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا کے معنے نہایت ہی لطیف طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں جَمِيْعًا کے دو معنے ہی۔اوّل تمام بنی نوع انسان یا تمام مخلوق۔دوم تمام طبقہ کے آدمیوں کے لئے۔یعنی متوسط، ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور ہر ایک قسم کی عقل رکھنے والوں کے لئے۔……دیکھو اور پُرغور نظر سے دیکھو کہ **قرآن شریف ہر طرز کے طالب کو اپنے مطلوب تک پہنچاتا اور ہر راستی اور صداقت کے پیاسے کو سیراب کرتا ہے۔لیکن خیال تو کرو کہ یہ حکمت اور معرفت کا دریا، صداقت اور نور کا چشمہ کس پر نازل ہوا؟ اسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر جو ایک طرف تو اُمّی کہلاتا ہے اور دوسری طرف وہ کمالات اور حقائق اس کے منہ سے نکل رہے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر پائی نہیں جاتی۔یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ تا لوگ محسوس کریں کہ اللہ تعالیٰ کے تعلقات انسان کے ساتھ کہاں تک ہوسکتے ہیں؟**

……**مقرّبین سے اُلوہیت کا ایسا تعلق ہو جاتا ہے کہ مخلوق پرست انسان ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں۔یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ**

مردانِ خدا، خدا نباشند   لیکن زِ خدا جدا نباشند

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ بغیر دعاؤں کے بھی ان کی امداد کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 74 تا 77۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے

''**دَنٰى فَتَدَلّٰى (النجم:9) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کی طرف ہوکر نوع انسان کی طرف جھکا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور اس کمال میں آپؐ کے دو درجے بیان فرمائے ہیں۔ایک صعود، دوسرا نزول۔اللہ تعالیٰ کی طرف تو آپ کا صعود ہوا یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور صدق ووفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذات اَقدس کے دُنُوّ کا درجہ آپؐ کو عطا ہوا۔دُنُوّ، اَقْرَب سے اَبْلَغ ہے۔اس لیے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔جب اللہ تعالیٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لیے نزول فرمایا۔یہ وہی رحمت تھی جس کا اشارہ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) میں فرمایا ہے۔**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سرّ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔پس مخلوق کو پہنچانے کے واسطے آپ کا نزول ہوا۔**اس دَنَا فَتَدَلّٰى میں اسی صعود اور نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوّ مرتبہ کی دلیل ہے''۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 356۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفات الٰہیہ کے مظہرِ اَتم

''**سورت الفاتحہ میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ** ربّ الْعَالَمِيْن، رَحْمٰن، رَحِيْم، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن۔اگرچہ عام طور پر یہ صفات اس عالَم پر تجلّی کرتی ہیں، لیکن اُن کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جن پر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں۔اور وہ یہ ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا۔** کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آسکتی۔

ربّ العالمین کی صفت نے کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا؟

آپؐ نے عین ضعف میں پرورش پائی۔کوئی موقع مدرسہ مکتب کا نہ تھا جہاں آپؐ اپنے روحانی اور دینی قُویٰ کو نشوونما دے سکتے۔کبھی کسی تعلیمیافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا۔نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی۔پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپؐ کو دی گئی، جس کے علوم عالیہ اور حقّہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں۔جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھے گا اُس کو معلوم ہو جاوے گا کہ دُنیا کے تمام فلسفے اور علوم اُس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے……

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی یہودی، نصاریٰ ہندی سے پوچھو کہ آپ نے بھی کہیں تعلیم پائی تھی؟ تو وہ صاف کہے گا کہ ہرگز نہیں!!! کتنی بڑی ربوبیت کا مظہر ہے۔**انسان جب بچپن کی حالت سے آگے نکلتا ہے جو بلوغ سے پہلے ہے تو عام طور پر مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے۔یہ پہلا قدم ہوتا ہے، مگر آپؐ کی زندگی کا پہلا قدم ہی گویا اعجاز تھا۔چونکہ آپؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تھا۔اس لیے آپؐ کے وجود میں حرکات وسکنات میں بھی اعجاز رکھ دیئے تھے۔آپؐ کی طرز زندگی کہ الف۔بے تک نہیں پڑھا اور**

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قرآن جیسی بینظیر نعمت لائے اور ایسا عظیم الشان معجزہ امّت کو دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 328-327۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’فنا فی اللہ کے یہی معنی ہیں کہ انسان الٰہی صفات کے اندر آ جاوے۔ اب دیکھو کہ ان صفات اربعہ کا عملی نمونہ صحابہ میں کیسا دکھایا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پیدا ہوئے تو مکّہ کے لوگ ایسے تھے جیسے بچہ دودھ پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ گویا ربوبیت کے محتاج تھے۔ وحشی اور درندوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی طرح دودھ پلا کر ان کی پرورش کی۔ پھر رحمانیت کا پَرتَو کیا۔ وہ سامان دیئے کہ جن میں کوشش کو کوئی دخل نہ تھا۔ قرآن کریم جیسی نعمت اور رسول کریمؐ جیسا نمونہ عطا فرمایا۔ پھر رحیمیت کا ظہور بھی دکھلایا کہ جو کوششیں کیں ان پر نتیجے مرتب کیے۔ ان کے ایمانوں کو قبول فرمایا اور نصاریٰ کی طرح ضلالت میں نہ پڑنے دیا، بلکہ ثابت قدمی اور استقلال عطا فرمایا۔ کوشش میں یہ برکت ہوتی ہے کہ خدا ثابت قدم کر دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں کوئی مُرتد نہ ہوا۔ دوسرے نبیوں کے احباب میں ہزاروں ہوتے تھے۔ ......۔

بات دراصل یہ ہے کہ مُربی کے قُویٰ کا اثر ہوتا ہے۔ جس قدر مُربی قَوِیُّ التاثیر اور کامل ہوگا، ویسی ہی اس کی تربیت کا اثر مستحکم اور مضبوط ہوگا۔

یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوت قدسی کے کامل اور سب سے بڑھ کر ہونے کا ایک ثبوت ہے کہ آپؐ کے تربیت یافتہ گروہ میں وہ استقلال اور رسوخ تھا کہ وہ آپ کے لئے اپنی جان مال تک دینے سے دریغ نہ کرنے والے میدان میں ثابت ہوئے۔......غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیمیت کا اثر تھا کہ صحابہؓ میں ثباتِ قدم اور استقلال تھا۔ پھر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن کا عملی ظہور صحابہؓ کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 431-430۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مصطفٰیؐ آئینۂ رُوئے خداست
منعکس از وَے ہماں خوئے خداست
گر ندیدستی خدا ، اُو را ببیں
مَنْ رَاٰنِیْ قَدْ رَأَی الْحَقّ ایں یقیں

مصطفٰیؐ تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات منعکس ہیں۔ اگر تُو نے خدا کو نہیں دیکھا تو اسے دیکھ۔ یہ حدیث یقینی ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔

....(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

تنزانیہ کے صوبہ شیانگا کے ضلع کہاما میں طوفانی بارشوں کے متاثرین کے لئے ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کی طرف سے خورد و نوش اور دیگر ضروری اشیاء کی امداد

رپورٹ: وسیم احمد خان۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی سے انسانیت کی خدمت کے میدان میں پیش پیش رہی ہے اور انسانیت کی یہ خدمت بلا رنگ و نسل و قوم و ملّت کی جاتی ہے۔

مارچ 2015ء میں تنزانیہ کے صوبہ شیانگا کے ضلع کہاما کے بعض گاؤں میں طوفانی بارشوں سے بہت زیادہ تباہی ہوئی جس سے مقامی لوگوں کا بہت سا جانی و مالی نقصان ہوا۔ سب سے زیادہ تباہی Mwakata گاؤں میں ہوئی۔ جہاں پر 47 افراد لقمۂ اجل بنے جبکہ 100 سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ سینکڑوں بھیڑ بکریاں ہلاک ہوگئیں۔ 600 سے زائد گھر مسمار ہوگئے۔ اور تقریباً 3000 سے زائد افراد اس سانحہ سے متأثر ہوئے۔

اس صورتحال کی اطلاع ملنے پر مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور قریب کی جماعت کے احمدی احباب کو متأثرین کی خبر گیری کے لئے وہاں بھجوایا۔ کمیٹی نے فوری طور پر تمام صورتحال پر مشتمل رپورٹ امیر صاحب کو پیش کی۔ اور حسب ہدایت امیر صاحب ریجنل کمشنر شیانگا ریجن اور ڈسٹرکٹ کمشنر کے ساتھ رابطہ کر کے ہیومینٹی فرسٹ جماعت احمدیہ تنزانیہ کی طرف سے امدادی سامان مہیا کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ڈسٹرکٹ کمشنر Kahama نے یہ سامان حکومت تنزانیہ کی طرف سے قائم کردہ امدادی کیمپ میں خود آ کر وصول کرنے کا وعدہ کیا۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق مؤرخہ 8 اپریل 2015ء بروز بدھ Mwakata گاؤں میں امدادی سامان کی تقسیم کی تقریب عمل میں آئی۔ اس موقع پر جماعتی وفد کے علاوہ ڈسٹرکٹ کمشنر کہاما اور ضلع کے دیگر سرکردہ افراد موجود تھے۔ متاثرین کی طرف سے ان کے نمائندہ اور میڈیا کے لوگ بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

اس مقصد کے لیے مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے خاکسار وسیم احمد خان ریجنل مبلغ کو اپنا نمائندہ مقرر کیا۔

خاکسار نے ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کی طرف سے یہ امدادی سامان ڈسٹرکٹ کمشنر کو پیش کیا۔ اس سامان میں مکئی کا آٹا، دالیں، خشک مچھلی اور کپڑے شامل تھے۔ ان اشیاء کی قیمت کم و بیش پانچ ہزار ڈالرز تھی جو کہ ہیومینٹی فرسٹ امریکہ نے اس مقصد کے لئے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو فراہم کئے تھے۔ خاکسار نے اس موقع پر موجود احباب کو بتایا کہ احمدیہ مسلم جماعت انسانیت کی خدمت بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب کرتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کی عملی تصویر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور آج بھی اسی جذبہ کے تحت جماعتی وفد اپنے متأثرہ بھائیوں کی مدد کے لئے ادھر موجود ہے۔

ڈسٹرکٹ کمشنر نے اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ تہ دل سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر یہ امداد فراہم کی ہے۔ بے شک یہ بہت عظیم کام ہے۔ اللہ آپ لوگوں کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

میڈیا میں اس تقریب کی خبر ریڈیو شیانگا ریجن، ریڈیو فرج اور کہاما ایف ایم میں نشر کی گئی۔ جبکہ نیشنل اخبار Mwana Nchi نے یہ خبر دو دفعہ شائع کی۔

اس تقریب کے ایک ہفتہ بعد ریجنل کمشنر شیانگا نے جماعتی وفد کو اپنے دفتر میں مدعو کیا اور جماعت کا اس امداد پر شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

☆......☆......☆

تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کی جماعت مورو گورو میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا بابرکت انعقاد

رپورٹ: آصف محمود بٹ۔ ریجنل مبلغ مورو گورو تنزانیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مورو گورو کو مؤرخہ 29 مارچ 2015ء بروز اتوار جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ کے انعقاد کے لئے جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے ہال کا انتخاب کیا گیا جس کو مختلف بینرز اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی تصاویر سے آراستہ کیا گیا۔ اس ہال کے داخلی دروازے پر سواحیلی زبان میں ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا بینر آویزاں کیا گیا جو کہ ہر آنے والے کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔

اس جلسہ میں احمدی اور غیر احمدی احباب کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کے لئے خصوصی کوشش کی گئی۔ جلسہ میں قائمقام ڈسٹرکٹ کمشنر مورو گورو نے بھی شمولیت کی۔

اس جلسہ میں شرکت کے لئے دارالسلام سے مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ 200 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے مورو گورو تشریف لائے۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز شام چار بجے ہونا تھا لیکن اس سے ٹھیک چالیس منٹ پہلے موسم یکلخت ابر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ تنزانیہ میں مارچ کے مہینہ میں بارش کا موسم ہوتا ہے اور جب بارش شروع ہو جائے تو کافی دیر تک جاری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ موسلا دھار بارش 30 منٹ جاری رہنے کے بعد چار بجنے سے دس منٹ قبل تھم گئی۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور سواحیلی زبان میں ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا گیا جو کہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے طالبعلم عزیزم طاہر مارونڈا صاحب نے اردو میں ہی پڑھا اور پھر سواحیلی ترجمہ بھی پیش کیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم بکری عبیدی صاحب نے ’’موعودِ اقوام عالم‘‘ کے موضوع پر کی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اس تقریر کے بعد ناصرات الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام یاعین فیض اللّٰہ والعرفان پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں جلسہ کے مہمان خصوصی قائمقام ڈسٹرکٹ کمشنر مورو گورو نے حاضرین سے خطاب کیا اور جماعت احمدیہ مورو گورو کو جلسہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کے مذہبی، سماجی اور رفاہی کاموں کو سراہا اور کہا کہ جماعت احمدیہ باقی ساری جماعتوں سے مختلف جماعت ہے۔ آپ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ مجھے اس جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ اور خاص کر آپ کا موٹو **محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں** بہت پیارا ہے جس کا اظہار اس جلسہ میں بھی ہو رہا ہے کہ یہاں سب مذاہب کے لوگ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سب اکٹھے پیار سے بیٹھے ہیں۔ اس پیار کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔

اس تقریر کے بعد امیر و مشنری انچارج تنزانیہ مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں یہ دن اس لئے مناتی ہے کہ ہر احمدی کو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بینن (مغربی افریقہ) کے لوکوسا ریجن میں جلسہ ہائے یومِ مسیح موعودؑ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

عارف محمود شہزاد۔ مبلغ سلسلہ بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو لوکوسا ریجن کی دو جماعتوں میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اس سلسلہ کا پہلا جلسہ مورخہ 22 مارچ 2015ء آہوہو کی جماعت میں منعقد کیا گیا۔ نومبائع جماعت آہوہو (AHOHO) میں امیر جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب ایک مرکزی وفد کے ہمراہ لوکوسا پہنچے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز دوپہر ساڑھے بارہ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کا فرنچ اور لوکل زبان واچی میں بھی ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعدازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے گئے۔ اس کے بعد وفد کا تعارف پیش کیا گیا۔ مکرم کوفی محمد صاحب نے 23 مارچ کے حوالے سے اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد ہمارے ایک دوست مکرم Mr SODOKIN Codjo صاحب conseiller cour supreme de majistrat نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بعدازاں مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں سورۃ الجمعہ کی آیت 3۔4 سے استنباط کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اہم کاموں یعنی تلاوت آیات، تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کا ذکر کیا اور آپؐ کی سیرت کے مختلف واقعات سے اس کی مثالیں دیں۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں حلقہ کی 13 مختلف جماعتوں کے 457 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ الحمدللہ۔

❁......اسی روز ریجنل مشن ہاؤس لوکوسا میں مکرم Mr SODOKIN Codjo صاحب کو ریجنل مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ آپ conseiller cour suprim de majistrat کے عہدہ پر فائز ہیں۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' نیز کچھ پمفلٹس دیئے گئے۔

❁......جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ کے سلسلہ کا دوسرا جلسہ مورخہ 24 مارچ کو (TANNOU GOLA) تانوں گولا کی جماعت میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دوپہر ایک بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدازاں فرنچ اور آجا زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم کوفی محمد صاحب نے 23 مارچ کی اہمیت پر تقریر کی۔

بعدازاں خاکسار نے انسانوں کی فلاح کے لئے اور معاشرے میں امن و سلامتی کو پھیلانے کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات پیش کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے چند پہلوؤں کے ذکر کے بعد خاکسار نے بتایا کہ اس آخرین کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احیاء اسلام کا کام جاری ہے اور آج خدا کے فضل سے یہ سلسلہ خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں دنیا کے کناروں تک امن اور محبت اور اخوت و بھائی چارے کی تعلیم پھیلا رہا ہے اور دنیا کو ایک پرچم تلے جمع کر رہا ہے۔

دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پروگرام میں 5 جماعتوں کے 134 افراد شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان جلسوں کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 25/مارچ 2015ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد حیات صاحب مرحوم۔ لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 22 مارچ 2015ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم مولوی قمرالدین صاحب کی بیٹی اور حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ سیکھوانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ شادی کے بعد سے اپنے خاوند کے ساتھ 21 سال تک پہلے کینیا (افریقہ) میں رہیں اور پھر 1968 میں یوکے آگئیں۔ یوکے میں آپ نے ایک لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ ومبلڈن پارک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنے بچوں کے علاوہ بہت سے احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ آپ دعا گو، تہجد گزار، نمازوں میں باقاعدہ، بہت نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت سے بڑا گہرا عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یوکے) کی والدہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار ہیں۔

(2) مکرم رحمت علی صاحب (ابن مکرم محمد رمضان صاحب۔ ربوہ حال یوکے)

24 مارچ 2015 کو بعارضہ کینسر 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت نیک اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ نے 42 سال وکالت مال اول تحریک جدید ربوہ میں خدمت کرنے کی توفیق پائی اور 2003ء میں فراغت کے بعد یوکے آگئے۔ بہت خاموشی سے خدمت کرنے والے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب (سابق صدر مجلس انصار اللہ جرمنی)

14 فروری 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1974ء میں جرمنی آئے جہاں آپ کو 35 سال مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو صدر حلقہ، نائب امیر جماعت جرمنی کے علاوہ 1989ء تا 1996ء پہلے صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کی حیثیت سے تاریخی خدمات کی توفیق اور سعادت ملی۔ آپ صوم و صلوۃ کے پابند، تہجد گزار، سادہ طبع، صاف گو، صلہ رحمی کرنے والے مخلص اور ملنسار شخصیت کے حامل تھے۔ خلافت سے اطاعت، وفا اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اپنی اولاد اور اگلی نسل کی تربیت پر خاص توجہ دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم اشفاق احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری نصراللہ خان صاحب۔ گھٹیالیاں خورد ضلع سیالکوٹ)

7 جنوری 2015ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ گھٹیالیاں خورد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بوقت وفات آپ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ گھٹیالیاں خورد خدمت بجالا رہے تھے۔ مرحوم پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے اور آپ کا اپنے علاقہ میں وسیع رابطہ تھا۔ آپ نہایت فعّال، محنتی اور بے لوث خادم تھے۔

(3) مکرم رفیع احمد قریشی صاحب آف سکھر

19 اگست 2014 کو سکھر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب شہید آف سکھر کے بیٹے تھے۔ آپ کو 1985ء تا 1992ء اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔ تین سال تک ڈیتھ وارنٹ میں رہے اور 1992ء میں باعزت طور پر بری ہوئے۔ جماعت سے بڑا پختہ تعلق اور خلافت سے گہری وابستگی تھی۔

(4) مکرم مطیع اللہ صاحب (آف ٹھرو ضلع سیالکوٹ)

12 جنوری 2015ء کو 41 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو اپنی مجلس کے قائد اور جماعت کے سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ جماعت سے گہری وابستگی تھی اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔

(5) مکرمہ ارشاد بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم نصراللہ خان صاحب۔ ساکن چک نمبر 32 جنوبی سرگودھا)

25 جنوری 2015ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 25 سال چک نمبر 32 جنوبی ضلع سرگودھا میں صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح سیکرٹری مال، سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور اس کے علاوہ بھی لجنہ اماء اللہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نماز کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ نظام جماعت کی خود بھی پابند تھیں اور اپنے افراد خانہ کو بھی اس کی تاکید کیا کرتی تھیں۔ اپنے گھر میں احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: آئی آئی چندریگر اور آریہ سماج

.........از صفحہ نمبر 9

سے گائے کا گوشت استعمال ہوتا رہا۔ بس انیسویں صدی میں پنڈت دیانند کے آریہ سماج نے اس گائے کشی کو غیر معمولی نازک مذہبی مسئلہ بنا ڈالا جس کے نتیجہ میں اب تک قیمتی انسانی جانوں کے تلف سمیت بے تحاشہ نقصان ہو چکا ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ فرقہ اٹھا اور حضور کے زمانہ میں ہی یہ حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق انحطاط پذیر ہو گیا۔ بدزبان معاند اسلام پنڈت لیکھرام پشاوری کا اسی فرقہ سے تعلق تھا۔

پنڈت دیانند کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اس کی موت کا دن قریب ہے۔ وہ بہت جلد مرے گا کیونکہ اس کا دل مر گیا ہے۔ چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مر گیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد 20)

وہ آریہ سماج جس کی متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں تنظیم سازی ہو گئی تھی، ان کے تعلیمی اداروں کا جال بچھ گیا تھا، یہ لوگ کسی بھی تحریک پر لاکھوں چندہ اکٹھا کر لیا کرتے تھے، آریہ سماجی مناظر گلی گلی مخالفین کو للکارتے پھرتے تھے، جری اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش خبری کے مطابق یوں انحطاط کا شکار ہوئے کہ بس ان کا نام ہی باقی بچا ہے تا صاحبِ ایمان اپنے ایمان میں ترقی کرتے چلے جائیں۔

☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب سے اُسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں۔ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔

نماز میں کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ عرض کرتا ہے، التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے اور دوسرا اس کی غرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گزارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے۔ نمازی کا یہی حال ہے۔ خدا کے آگے سر بسجود رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے مصائب اور حوائج سناتا ہے۔ پھر آخر سچّی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب دے کر تسلّی دیتا ہے۔ بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور پھر جن کا خدا ہی ایسا نہیں وہ بھی گئے گزرے ہیں۔ اُن کا کیا دین اور کیا ایمان ہے۔ وہ کس امید پر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 189۔190۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پانی کی انسانی زندگی میں اہمیت

مکرم ڈاکٹرعبدالرفیق سمیع صاحب۔ لاہور

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں پانی کے متعلق فرماتا ہے:أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (سورۃالانبیاء:31)

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھانہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورۃالنور:46)

ترجمہ۔اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔پس ان میں سے ایسے بھی ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو چار (پاؤں) پر چلتے ہیں۔اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۔(سورۃالفرقان:55)

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اسے آبائی اور سسرالی رشتوں میں باندھا اور تیرا ربّ دائمی قدرت رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی زندگی کی ایک بنیاد ہے۔پانی کا شمار قدرت کی ان نعمتوں میں ہوتا ہے جن کے بغیر اس کُرۂ ارض پر زندگی ناممکن ہے۔ہماری زمین کا قریباً 70 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہے۔جب کہ اس میں سے صرف تین فیصد پانی پینے کے قابل ہے۔اس میں سے بھی دو فیصد پانی گلیشیئر وغیرہ کی شکل میں ہے۔صرف ایک فیصد پانی انسانی زندگی کے لئے مہیا ہے۔انسانی جسم کا 60 سے 78 فیصد حصہ یعنی قریباً دو تہائی پانی پر مشتمل ہے۔دماغ میں پانی کی مقدار 70 سے 90 فیصد تک ہوتی ہے۔پھیپھڑوں میں 90 فیصد، خون میں 83 فیصد، پٹھوں میں 75 فیصد، جلد میں 64 فیصد جبکہ ہڈیوں میں پانی کی مقدار 22 فیصد تک ہوسکتی ہے۔

پانی پینا کیوں ضروری ہے؟

ہمارے جسم کے ہر خلیے کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور پانی غذا اور آکسیجن کو ہر خلیے تک پہنچاتا ہے۔پھیپھڑوں میں ہوا کی نمی کو برقرار رکھتا ہے۔جسم کا درجہ حرارت کنٹرول میں رکھتا ہے۔ہمارے اعضائے رئیسہ یعنی دل، دماغ، جگر، گردے وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔خوراک کو ہضم کرنے اور جسم میں جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔جسم سے غیر ضروری اور فاسد مادوں کو اپنے اندر حل کر کے باہر نکالتا ہے۔پٹّھوں اور جوڑوں میں پانی رطوبتیں بحال رکھ کر ان کی حفاظت کرتا ہے۔ہمارے جسموں میں پانی کا مسلسل استعمال پھیپھڑوں میں سانس کی ہوا کو نم رکھنے کے لئے تھوک، پسینہ، پیشاب، پاخانہ بننے کے عمل کے لئے درکار ہے۔جبکہ تھوڑی مقدار میں ہمارے جسم کے اندر ہاضمے کے دوران اور دوسرے کیمیائی عمل کے ذریعے پانی پیدا ہوتا ہے۔

پانی کی کم از کم ضرورت کا حساب انتہائی پیچیدہ معاملہ ہے اور اس کا انحصار عمر، وزن، موسمی حالات، کام کی نوعیت، ورزش وغیرہ، خوراک، جسم میں چربی کی مقدار، انسانی رویّہ اور مختلف ادویات کے استعمال اور خواتین میں حمل وغیرہ پر منحصر ہے۔

اکثر ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ایک ملی لیٹر پانی خوراک کی ہر کیلوری کے حساب سے لیا جائے۔یعنی دو ہزار کیلوری روزانہ کی خوراک لینے والے دو لیٹر پانی پئیں۔ اوسطاً یہ ضرورت خواتین کے لئے 2.2 لیٹر جبکہ مرد حضرات کے لئے تین لیٹر تک ہوسکتی ہے جبکہ جسمانی مشقت کرنے والے پانچ لیٹر تک پانی استعمال کریں۔

پانی پینے کے فوائد

پانی دماغ میں توانائی کے درجات بڑھاتا ہے، تھکاوٹ کا احساس کم کرتا ہے۔سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور کسی بھی چیز پر توجہ مرکوز رکھنے کی طاقت میں اضافہ کرتا ہے۔سر درد اور میگرین کی شدت میں کمی کرتا ہے۔جوڑوں کے درد میں کمی لاتا ہے۔ ورزش کے دوران جسم کا درجۂ حرارت کنٹرول رکھتا ہے۔پٹّھوں کی لچک برقرار رکھ کر کام کی صلاحیت بڑھاتا ہے اور پٹھوں کے درد کا آرام دیتا ہے۔جلد کو تر و تازہ رکھتا ہے۔عمر کم محسوس ہوتی ہے۔ جھریاں بننے کے عمل کو سست کرتا ہے اور مختلف جلدی امراض کی شدت میں کمی لاتا ہے۔مُوڈ خوشگوار رکھتا ہے اور سوچ کو واضح (Clear Thinking) کرتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرنے کے بعد پورے جسم میں پھیلاتا ہے۔ گُردوں کے ذریعے جراثیم اور فاسد مادے نکالتا ہے اور پتھری بننے کے عمل کو روکتا ہے۔بھوک کو کم رکھتا ہے اور وزن میں کمی میں معاون ہے۔قوّت مدافعت کو بڑھاتا ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے اور بڑی آنت کے کینسر سے بچاتا ہے۔

پانی کی اوسطاً ضرورت اور مفید استعمال کے اوقات

ہمیں ہر روز 8 تا 12 گلاس پانی پینا چاہئے۔اگر یہ استعمال مندرجہ ذیل اوقات میں کریں تو جسم کے لئے پانی کی افادیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

● ......دو گلاس پانی صبح اُٹھتے ہی پی لیں۔اس سے جسم میں خون پتلا ہونے سے خون کی گردش بہتر ہوجاتی ہے۔

● ......ایک گلاس پانی ہر کھانے سے 20 تا 30 منٹ پہلے پئیں تا کہ آنت تر ہوجائے۔

● ......ایک گلاس پانی نہانے یا غسل کرنے سے قبل پئیں تا کہ فشارخون ٹھیک رہے۔

● ......ایک گلاس پانی جب بھی پیاس لگے یا جسمانی محنت کا کوئی کام کریں۔

● ......ایک گلاس پانی رات سونے سے قبل پی لیں تا کہ رات کو بھوک کی شدت محسوس نہ ہو۔خون پتلا رہنے سے فشارخون کنٹرول میں رہے اور فالج وغیرہ کا خطرہ نہ ہو۔

پانی کی کمی

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ پانی کی کمی جنگلوں اور صحراؤں میں مسافروں کو ہی ہوتی ہے لیکن یہ خیال غلط ہے پانی کی کمی دو طریقوں سے ہوسکتی ہے۔

● ......پانی کی شدید کمی ● ......پانی کی دائمی کمی

پانی کی شدید کمی

جب انسان پیاس محسوس کرتا ہے تو جسم میں موجود پانی میں قریباً ایک فیصد کمی ہوچکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے تھکاوٹ کا احساس، یادداشت میں کمی، کمپیوٹر سکرین پر توجہ مرکوز رکھنے میں مشکلات ہوسکتی ہیں۔

شدت کی پیاس کا احساس عموماً 2 فیصد یا زائد پانی کی کمی کی صورت میں ہوتا ہے جس میں بے آرامی محسوس ہوتی ہے مثلاً پٹھوں کا کھچاؤ، بھوک کا اڑ جانا، حساب کے عمل میں غلطی کا احتمال اور جسم کے درجہ حرارت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

بہت شدت کی پیاس اور پانی سے محرومی کے نتیجہ میں جسم میں پانی چار فیصد تک کم ہوسکتا ہے جس سے سر میں شدید درد محسوس ہوتا ہے نیند کی سی کیفیت ہو جاتی ہے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں نمایاں کمی ہوجاتی ہے،فشارِخون میں کمی بیشی ہو جاتی ہے، جلد خشک محسوس ہوتی ہے اور گردوں کی تکلیف شروع ہوجاتی ہے۔

اگر پانی کی کمی چھ فیصد تک ہو جائے تو بیزاری، مکمل بے طاقتی، ٹانگوں اور بازوؤں میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہوتی ہیں۔آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔جلد خشک و بے رونق ہوجاتی ہے،شدید نقاہت ہوجاتی ہے۔

جبکہ سات تا دس فیصد پانی کی کمی کی صورت میں بیہوشی اور موت واقع ہوسکتی ہے۔

موجودہ زمانہ میں پانی کی کمی کی ایک مثال 1967ء کی چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ سے دی جاسکتی ہے جس میں بیس ہزار سے زائد مصری فوجی پیاس کی شدت اور پانی کی کمی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے تھے۔جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مصری حکومت کی طرف سے فوجیوں کے لئے پانی کی راشن بندی کردی گئی تھی۔جبکہ اسرائیلی فوجیوں کو حکومت کی طرف سے بہت زیادہ پانی استعمال کرنے کی ہدایات تھیں اس لئے شدید گرمی کے باوجود اسرائیل کا جانی نقصان بہت کم ہوا۔

پانی کی دائمی کمی

پانی کی دائمی کمی کا شکار عموماً ایسی خواتین ہوتی ہیں جو عادتاً پانی کم پیتی ہیں اور بڑی عمر کے لوگ جن کو پیاس کے باوجود پیاس کا احساس کم ہوتا ہے۔ بوتلوں کا پانی استعمال کرنے والے اور ایسے تمام لوگ جو اپنی ضروریات سے کم پانی پیتے ہیں پانی کی دائمی کمی کا شکار رہتے ہیں۔

لمبے عرصے تک پانی کا ضرورت سے کم استعمال ہمارے جسم میں مختلف تکالیف کا سبب بنتا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔سر درد مسلسل تھکاوٹ اور بیزار رہنا، دماغی توانائی میں کمی، جس کا بڑا سبب دماغ میں بننے والے خامرے (Enzyme) کا کم بننا ہے۔بھوک کم لگنا، ہاضمہ خراب رہنا، کیونکہ ہضم کرنے والی رطوبتیں کم بنتی ہیں اور تیزابیت معدے کو نقصان پہنچاتی ہے۔قبض رہنا جس کی بڑی وجہ آنتوں کا خشک ہونا ہے۔ جوڑوں اور پٹھوں میں درد رہنا۔ پانی کی کمی سے پٹھوں اور جوڑوں میں فاسد مادوں کی زیادتی اور رطوبتوں کی کمی سے پٹھوں اور جوڑوں کو نقصان پہنچتا ہے۔سانس کی تکالیف کیونکہ پھیپھڑوں کی ہوا کی نمی میں نمایاں کمی ہوجاتی ہے اور خشک ہوا نظام تنفّس کو نقصان پہنچاتی ہے۔ پیشاب میں تکالیف، گاڑھے پیشاب میں زیادہ فاسد مادے کے رہنے سے مثانے اور گردوں کی انفیکشن اور پتھری بننے کے امکانات ہوجاتے ہیں۔جسم میں تیزاب اور الکلی کا تناسب خراب ہوجاتا ہے اور جسم میں تیزابیت کی کمی ہو جاتی ہے۔ وزن کا بڑھنا اور مٹاپا ہونا۔ ہمارے جسم کو پیاس اور بھوک لگاتا ہے اور انسان زیادہ کھانا شروع کر دیتا ہے۔جلد کا بے رونق اور خشک رہنا اور جلد جھریاں پڑنے سے اپنی عمر سے زیادہ کا لگنا۔رنگت کا سیاہی مائل ہونا۔ چہرے کی شگفتگی اور شادابی کا ختم ہوجانا۔ بالوں اور ناخنوں کی چمک ماند پڑ جانا اور ان کی نشوونما سست پڑ جانا۔ بالوں کا دوشاخہ ہو جانا اور ناخنوں کا ٹوٹتے رہنا۔ چہرے کی رطوبتیں گاڑھی ہونے سے کیل مہاسوں کا زیادہ بننا۔پسینہ کم مقدار میں بننے سے زیادہ نمکیات اور فاسد مادے اپنے ساتھ لے آتا ہے جو کہ جلد میں خارش اور جلن پیدا کرتا ہے اور جسم میں ناگوار بدبو پیدا کرتا ہے اور ایگزیما بننے کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں اور مختلف جلدی امراض مزید الجھ جاتے ہیں۔فشارخون متغیر رہنا۔منہ کا خشک رہنا اور بدبو آنا۔دانتوں مسوڑھوں کی بیماریاں۔ پیشاب کا رنگ زرد یا گہرا ہوجانا اور تیز بُو آنا۔ پانی کی کمی دور کرنے کے لئے جسم زیادہ مقدار میں کولیسٹرول بنانے لگ جاتا ہے۔

پانی کی ضرورت کا تعیّن کرنا

اپنی جسامت، وزن، مصروفیات اور خوراک کے لحاظ سے پانی کی ضرورت کا یہ تعین کیا جاسکتا ہے۔ پیاس لگنے سے۔ پیشاب کے رنگ سے۔ اگر پیشاب گہرے رنگ کا ہے تو اس کے عموماً معنی یہ ہیں کہ پانی کی شدید کمی ہے جس کو دُور کرنے کے لئے زیادہ پانی پینا چاہئے۔اگر پیشاب بالکل پانی جیسا ہو تو جسم میں پانی کی مقدار زیادہ ہے۔ہلکا پیلا یا لیموں کے عرق جیسا پیشاب نارمل ہے۔

پانی کی زیادتی

جس طرح پانی کا کم استعمال نقصان دِہ ہے اسی طرح پانی کا بہت زیادہ استعمال بھی نقصان دِہ ہو سکتا ہے۔ہمارے گردے ایک گھنٹہ میں قریباً ایک لیٹر خون صاف کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اس لئے شدید پیاس وغیرہ نہ ہونے پر ایک گھنٹہ میں ایک لیٹر سے زائد پانی نہیں پینا چاہئے۔ اس سلسلے میں بھی ہمارے لئے بنیادی اور اصولی رہنمائی قرآن کریم نے فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔

(الاعراف: 32)

ترجمہ۔اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباس تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(بشکریہ: ماہنامہ انصاراللہ پاکستان۔مارچ 2015ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’عادتیں بعض دفعہ انسان کو بہت ذلیل کروادیتی ہیں۔بعض لوگوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ لاکھ سمجھاؤ، نگرانی کرو مگر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔ اُن کی اصلاح مشکل ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہو نہیں سکتی۔ اگر اصلاح نہ ہو سکے تو اُن کو سمجھانے کی ضرورت کیا ہے۔خطبات میں بھی مستقل سمجھایا جاتا ہے، نصیحتیں کی جاتی ہیں۔خدا تعالیٰ کا سمجھائے جانے کا حکم ہے۔ اگر ایمان کی کچھ بھی رمق ہے تو نصیحت بہرحال فائدہ دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ مومنوں کو نصیحت کرو اُن کے لئے فائدہ مند ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 367 تا 369)

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ...... از صفحہ نمبر 20

کم پیسے والی ہے تو اس نے زیادہ پیسے والی کو اس حد تک چڑھایا ہوا ہے کہ بُت بنا کر رکھا ہوا ہے۔ غرض اس طرح کی بے انتہا لغویات ہیں جن کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور جن میں خدا تعالیٰ پر پورا ایمان نہ لانے والے ملوّث ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جیسا کہ مَیں نے کہا عموماً احمدیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چیزیں نہیں ہیں، یہ باتیں نہیں ہیں۔ لیکن جب بعض دفعہ ایسی باتیں پتہ لگتی ہیں کہ بعض گھروں میں یہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں تو فکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ کمی ہے ایمان کی، یہ کمی ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہ سمجھنے کی۔ ہر احمدی عورت کا خاص طور پر کیونکہ اس کی گود سے اگلی احمدی نسل نے پل کر نکلنا ہے، یہ معیار ہونا چاہئے کہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو۔ جب یہ تعلق پیدا ہو جائے گا تو ہر چھوٹے شرک سے لے کر ہر بڑے شرک تک ہر چیز سے ہر شرک سے بچنے والی ہوں گی۔ اور شیطان کا حملہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلی نسلیں بھی خدا تعالیٰ سے لَو لگانے والی اٹھیں گی۔ پھر نیک اور ایمان لانے والی عورت کی یہ بھی نشانی بتائی کہ وہ مکمل طور پر اللہ کے احکام کی پیروی کرنے والی مکمل فرمانبردار اور اطاعت دکھانے والی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم دئے ہیں ان پر عمل کرنے والی ہوتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا شرک سے بچنے والی ہوں گی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بھی ہوں۔ اپنے دن اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھرنے والی ہوں۔ اپنی اولادوں کو نمازوں کی عادت ڈالنے والی ہوں۔ ان کو نمازوں کی تلقین کرنے والی ہوں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ سے آپ کی اولاد کا تعلق تبھی پیدا ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی اولاد ہوگی۔ اس لئے جب آپ اپنی اولاد کی نیک تربیت کرنے والی ہوں گی تبھی آپ حَافِظَات میں شمار ہوں گی۔ اپنے آپ کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی اور اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی۔ کیونکہ آپ کی نسلوں کی بقا اس میں ہے کہ اپنی نسلوں کو اس معاشرے کی رنگینیوں سے بچا کر رکھیں۔ ان کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ ان کا اپنے پیدا کرنے والے خدا سے ایک زندہ اور سچا تعلق پیدا ہو جائے۔ یہ ایک انتہائی اہم چیز ہے اور اس پر جتنا بھی زور دیا جائے وہ کم ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ خود اپنے عملی نمونے دکھانے والی نہیں ہوں گی۔ اور یہ عملی نمونہ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا یہ معیار خود بھی قائم کرنا ہے اور اپنی اولادوں کے اندر بھی پیدا کرنا ہے۔ تبھی یہ وہ قربانی ہوگی جس کا آپ عہد کرتی ہیں کہ مَیں مذہب کی خاطر جان قربان کرنے والی بنوں گی۔ آج اللہ کے دین کی خاطر قربانی اسی بات کا نام ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کر کے خود بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اپنی اولادوں کو بھی اعلیٰ معیار حاصل کروائیں اور معاشرے کو بھی اس کے عملی نمونے دکھائیں۔ اپنی سوسائٹی میں، اپنے ماحول میں جہاں آپ رہتی ہیں وہاں بھی آپ کے عملی نمونے نظر آنے چاہئیں۔ جب آپ یہ عملی نمونے قائم کریں گی تو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کی وارث ٹھہریں گی اور ان کو حاصل کرنے والی ہوں گی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوتی ہے تو جس طرح سوکھی گھاس ہری ہو جاتی ہے اس طرح آپ نہ صرف دینی اور روحانی لحاظ سے سرسبز ہو رہی ہوں گی، خود بھی اور اپنی نسلوں کو بڑھا رہی ہوں گی بلکہ اس وجہ سے دنیاوی تعلق بھی آپ کے قائم ہو رہے ہوں گے جو پہلے کسی وجہ سے ختم ہو چکے تھے۔ اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود آپ کا کفیل ہو جائے گا، وہ خود آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھے گا، آپ کی ضروریات کو پورا کرے گا۔

پھر ایک بہت بڑا عہد جو آپ نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ معروف امور میں اطاعت کرنا۔ وہ تمام کام جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتائے اور جن کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے جو باتیں کی جاتی ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ صرف سن لینا اور کہہ دینا کہ اللہ نے اس کی توفیق دی تو اس پر عمل کریں گے یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک ایک لگن کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کریں گی کوئی فائدہ نہیں۔ اور جب آپ ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی اور اپنی اولادوں کو بھی اس کی نصیحت کریں گی کہ ان پر عمل کرو، اپنے خاوندوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں گی کہ اس پر عمل کرو تو یہ نیکیاں جاری رکھنے کی وجہ سے آپ خلافت احمدیہ کی مضبوطی کا باعث بھی بن رہی ہوں گی جس کا آپ نے عہد کیا ہے۔

مَیں نے آج کل تربیت کے مختلف موضوعات پر خطبات کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، کافی ہو چکے ہیں۔ اور یہ تمام وہ موضوع ہیں جو قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں۔ یعنی امانت کا حق ادا کرو، ایک دوسرے کی خاطر قربانی کی عادت ڈالو، سچ بولنے کی عادت ڈالو۔ اب یہ جو سچ بولنے کی عادت ہے اس پر ہی اگر لجنہ کا شعبہ تربیت توجہ دے اور سو فیصد لجنہ کو سچ بولنے کی عادت پڑ جائے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ آدھی سے زیادہ کمزوریاں ہماری دُور ہو جائیں گی۔ بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ اس طرح توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں کہ اصل جو بات ہوتی ہے اس کا کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔

پھر غیبت نہیں کرنی۔ اب یہ ایک ایسی عادت ہے جو معاشرے میں بہت رواج پکڑ رہی ہے۔ کسی کے پیچھے کسی کی برائی نہیں کرنی، کسی کی بات نہیں کرنی۔ اور احمدی معاشرہ بھی اس کی لپیٹ سے باہر نہیں رہا، اس کے اثر سے باہر نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم غیبت کرتے ہو تو اپنے مردہ کا بھائی کا گوشت کھا رہے ہوتے ہو۔ اور کوئی بھی پسند نہیں کرتا کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اب جہاں چار لوگ بیٹھے ہوں فوراً کسی پانچویں کے خلاف باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ بہت ساری مجالس میں دیکھا گیا ہے۔ پھر لوگوں کا ہنسی ٹھٹھا اُڑانا ہے۔ مختلف نام رکھ کر پیچھے سے ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

حسد ہے۔ اب حسد کی آگ بھی ایسی آگ ہے جس میں حسد کرنے والا خود جل رہا ہوتا ہے۔ اپنا نقصان اٹھا رہا ہوتا ہے۔ دوسرے کو کوئی نقصان شاید اتنا نہ پہنچے۔ اپنے آپ کو زیادہ نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے۔ غرض اس طرح کے بے شمار احکام قرآن کریم نے ہمیں دیئے ہیں۔ اس لئے مَیں نے گزشتہ خطبوں میں اس پر خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی کہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔ جب سمجھیں گی اور عمل کرنے کی کوشش کریں گی تو پھر آپ دسروں سے مزید ممتاز ہو کر مزید علیحدہ ہو کر نکھر کر اُبھریں گی۔ اور اس معاشرے میں بھی آپ کی ایک پہچان ہوگی۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے اندر، آپ کے احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ سے، جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے اور آپ ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور آپ نے اس کو قائم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے اور یہ عہد اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر کیا ہے۔ اس لئے اگر اس عہد پر پورا نہیں اتریں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا کہ مَیں سوال کروں گا۔ عہدوں کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔ تم نے ایک وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ جب تم نے عہد کیا تھا کہ مَیں ہر بات مانوں گی، عمل کروں گی تو جو باتیں کہی گئیں ان پر عمل کیوں نہیں کیا۔ جب تک آپ کا جماعت سے تعلق ہے، اور خدا کرے کہ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وفا رہے، آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے کہی گئی باتوں پر عمل کرنا ہوگا، ان کی طرف توجہ دینی ہو گی جو اصل میں تو خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ خلیفۂ وقت تو ان کو آگے پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل اطاعت تو خدا تعالیٰ کی ہے اور اس کے رسول کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور یہی چیز ہمیشہ قائم رہنی چاہئے۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کی وجہ سے ہی اللہ اور رسول سے محبت قائم ہونی ہے اور ہوتی ہے۔ باقی محبتیں تو ضمنی ہیں، باقی محبتیں تو اس وجہ سے ہیں کہ اللہ اور رسول سے محبت کرنی ہے۔ اور پھر اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی شریعت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے معبوث فرمایا ہے۔ ان کی محبت دل میں ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو یہ محبت دلوں میں قائم کرنے اور ہمیشہ رکھنے اور اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ میں سے ہر ایک عابدات اور صالحات کے معیار حاصل کرنے والی ہو۔ کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کروانے والی اگلی نسل کو پروان چڑھانا ہے، اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے۔ اس کے رسول سے محبت کرنے والی نسل کر پروان چڑھانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت احمدیہ سے وفا کرنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68 مطبوعہ لندن)

خدا کرے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔ ہمیشہ ہر احمدی کے ساتھ ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کریں۔

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ: موروگورو (تنزانیہ) میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ ......از صفحہ نمبر 13

غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی زندگی اور جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد کا علم ہو۔ تا ہر احمدی ان تعلیمات و ہدایات کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔ محترم امیر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ آج دنیا میں ہر طرف فتنہ اور فساد پھیل رہا ہے اور اس زمانہ میں امن و سلامتی کے لئے صرف اور صرف ایک راستہ کھلا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر اور آپ کے روحانی گھر میں شامل ہو کر ہی مل سکتا ہے۔ جیسا کہ خود آپ کو ہی خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا ’’امن است در مکان محبت سرائے ما‘‘۔ آخر پر امیر صاحب نے تمام تشریف لانے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہمان خصوصی محترم Festo Kisunga کو جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا۔ اور پھر اختتامی دعا کروائی۔ جس کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

بک سٹال

جلسہ ہال کے داخلی دروازے کے ساتھ ہی ایک بک سٹال کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں مختلف جماعتی کتب اور خصوصاً قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے۔ محترم امیر صاحب نے مہمان خصوصی اور دیگر سرکاری عہدیدران کو جماعتی کتب کے سٹال کا معائنہ کروایا اور مختلف جماعتی کتب کا تعارف بھی کروایا۔ محترم Festo صاحب ڈسٹرکٹ کمشنر کو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کیا گیا قران کریم کا سواحیلی ترجمہ بہت پسند آیا، جو کہ امیر صاحب نے پھر ان کو تحفۃً پیش کیا۔

میڈیا کوریج

اس جلسہ کی کارروائی کو موروگورو ریجن کے مشہور ٹی وی ’’عبود‘‘ نے کوریج دی۔ اور عبود ریڈیو پر بھی اس جلسہ کی خبر کو بار بار دہرایا گیا۔ اسی طرح تنزانیہ کے مشہور اخبار Habari leo نے اس جلسہ کی خبر کو اپنے اخبار کی زینت بنایا۔ یہ اخبار ملک کے اکثر حصوں میں کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ امسال اس جلسہ کی خاص بات پروجیکٹر کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے بارے میں مختصر ڈاکومنٹری دکھانا اور مختلف نظموں کو دکھانا تھا جس سے تمام شاملین جلسہ پوری طرح محظوظ ہوئے۔ خاص کر احمدی احباب کا جذبہ اور ذوق وشوق دیدنی تھا۔

جامعہ احمدیہ کے ہال میں 300 احباب کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دن یہ ہال چھوٹا لگ رہا تھا۔ کیونکہ احباب کی ایک بہت بڑی تعداد جلسہ کی کارروائی ہال سے باہر کھڑے ہو کر سن رہی تھی۔ ایک طرف یہ حال تھا کہ بارش کی وجہ سے ہر کوئی پریشان تھا کہ بارش کی وجہ سے شاید لوگ کم آئیں لیکن خدا تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور ہماری توقعات سے بھی زیادہ لوگ اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اس جلسہ کی حاضری 510 رہی۔ الحمد للہ۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جلسہ کے نیک اثرات و ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ الفضل ڈائجسٹ...... از صفحہ نمبر 18

تک احمدیت کا پیغام حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب آف بریلی (وفات 17 جولائی 1936ء) کے ذریعے پہنچا اور خلافت اولیٰ کے زمانے میں احمدیت قبول کر لی۔

جب آپ بھائیوں نے احمدیت قبول کی تو بہت دکھ دیے گئے حتیٰ کہ والد صاحب نے جائداد سے عاق کر دینے کی دھمکی بھی دی لیکن آپ احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ پھر آپ اپنے بھائی کے ہمراہ ہجرت کر کے قادیان چلے آئے اور یہاں 27 فروری 1911ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر164)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

معصوم احمدی پر پولیس کا تشدّد!

بھڑی شاہ رحمٰن، گوجرانوالہ؛ فروری/مارچ 2015ء: 27/دسمبر 2014ء کے روز یہاں کے ایک احمدی لقمان شہزاد کو بعض شقی القلب افراد نے احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کر دیا تھا۔ ان کے قتل کے الزام میں ایک ملزم گلفام کو دو ماہ بعد 27/فروری 2015ء کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس ملزم نے اقراری بیان میں یہ کہا کہ اگرچہ لقمان شہزاد کا قتل اسی نے کیا ہے لیکن (واقعہ کو غلط رنگ دینے کے لئے اس نے جھوٹ بولا اور کہا کہ) اسے ایسا کرنے کے لئے لقمان شہزاد کی والدہ (جو غیر احمدی ہیں) نے کہا تھا نیز یہ کہ آلۂ قتل اسے ایک احمدی مختار احمد نے فراہم کیا تھا۔

اس پر علاقہ کے ایس ایچ او نے مختار احمد کو تھانہ میں طلب کر لیا۔ پاکستان پولیس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ کسی بھی ملزم پر بات کرنے سے پہلے ہی تشدّد کرنا شروع کر دیتی ہے۔ مختار احمد چونکہ معصوم تھے اس لئے انہوں نے اپنی خیریت اسی میں جانی کہ وہ پولیس کے سامنے از خود پیش نہ ہوں۔ اس پر تھانہ ایس ایچ او نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے تین احمدیوں محمد یوسف، مبارک احمد اور عابد نواز کو زیرِ حراست لے کر یہ پیغام بھجوایا کہ جب تک مختار احمد اپنے آپ کو حوالۂ پولیس نہیں کر دیتے ان تینوں کو آزاد نہیں کیا جائے گا۔

ایس ایچ او سے کسی اور ذریعہ سے جب رابطہ کیا گیا تو اس نے یہ یقین دہانی کرائی کہ اگر مختار احمد بے قصور ہیں تو انہیں کسی قسم کا کوئی ٹارچر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں زیرِ حراست رکھا جائے گا۔ اس پیغام کے ملنے پر مختار احمد نے 9/مارچ کے روز اپنے آپ کو حوالۂ پولیس کر دیا۔

زبان دینے کے باوجود اس ایس ایچ او نے مختار احمد کو ایک روز تھانہ میں محصور رکھا اور اگلے روز ایک نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا اور کسی کو بھی اگلے پانچ روز تک ان کا اتا پتا نہ مل سکا۔ پولیس بھی اس بارہ میں کوئی معلومات دینے سے گریز کرتی رہی۔ اس پر ان کے عزیز واقارب پریشان ہوئے اور انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے ذمہ دار افراد کے ذریعہ علاقہ کے سی پی او سے رابطہ کیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔ سی پی او کے رپورٹ طلب کرنے پر احمدیوں کو یہ بتایا گیا کہ وہ لوگ مختار احمد سے کبھی بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اگلے ہی روز مختار احمد کو رہا کر دیا گیا۔

واپس آجانے پر مختار احمد نے بتایا کہ پولیس نے انہیں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ ان کے جسم پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات تھے۔ چنانچہ میڈیکل چیک اَپ کروا لینے کے بعد مختار احمد کو ہسپتال میں داخل کر لیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ مارچ 2012ء میں اسی طرح ایک مشہور احمدی ٹیچر ماسٹر عبدالقدوس کو بھی پولیس نے زیرِ حراست لے کر ان پر شدید تشدّد کیا تھا جس کے بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ راہِ مولیٰ میں شہید ہو گئے تھے۔

جس دن مختار احمد کو رہا کیا گیا اسی روز پولیس نے قاتل کے بھائی اور ایک اَور ساتھی کو اقدامِ قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا۔

....

آزادئ صحافت، احمدی مستثنیٰ

لاہور: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ احمدیوں کی ایک ذیلی تنظیم مجلس انصاراللہ پاکستان کے ماہانہ رسالہ 'انصاراللہ' کے پرنٹر ہیں۔ انہیں پولیس نے 30/مارچ کو لاہور کی ایک عدالت سے گرفتار کر لیا۔ طاہر مہدی اپنے اوپر ہونے والے ایک کیس میں ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے عدالت عالیہ میں حاضر ہوئے تھے۔

طاہر مہدی کے خلاف 16/اپریل 2014ء کو لاہور کی تھانہ ملّت ٹاؤن میں ملّاں کے دباؤ میں آتے ہوئے گستاخیِ رسول ایکٹ دفعہ 295-A اور امتناعِ قادیانیت ایکٹ دفعہ 298-C کے تحت جھوٹے طور پر ایک مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

واقعہ کچھ اس طرح سے ہوا کہ دو احمدی بھائیوں کے ساتھ ان کی برگر شاپ پر کچھ مُلّاؤں کی تُو تُو مَیں مَیں ہو گئی جس پر انہوں نے پولیس میں یہ جھوٹا مقدمہ درج کروا ڈالا کہ ان احمدی بھائیوں نے انہیں تبلیغ کی ہے اور جماعتِ احمدیہ کا لٹریچر دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر انہوں نے پولیس کے سامنے ماہنامہ انصاراللہ کی ایک کاپی پیش کی جو انہوں نے کسی اور ذریعہ سے حاصل کی تھی۔ اس پر پولیس نے اس رسالہ کے ایڈیٹر، پبلشر، کمپوزر اور پرنٹر کے خلاف بھی مقدمہ درج کر لیا۔

قانون کی دنیا میں اپنی نوعیت کا شاید یہ منفرد ہی واقعہ ہو کہ جس واقعہ کی بنیاد پر طاہر مہدی کو گرفتار کیا گیا ہے اس واقعہ میں وہ دُور دُور تک ملوّث ہی نہ تھے۔ اگر ان پر 'جرم ثابت کر دیا گیا' تو انہیں دس سال تک کی سزا ہو سکتی ہے۔

پاکستان میں پریس اور میڈیا کو 'ہر قسم' کی آزادی حاصل ہے ...... بات جب آتی ہے جماعتِ احمدیہ کے پریس اور میڈیا کی تو اس بارہ میں حکومت کی پالیسی واضح طور پر مختلف دکھائی دیتی ہے۔

....

غیر قانونی حراست میں

کوئٹہ؛ 15/مارچ 2015: پولیس نے محمود احمد کو رات پونے نو بجے کے قریب زیرِ حراست لیا۔ یہ مسجد آج سے لگ بھگ تیس سال قبل 1986ء میں پولیس کی جانب سے سِیل کر دی تھی جو کہ بدستور سِیلڈ (sealed) ہی ہے اور احمدیوں کو باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بڑی دقتوں کا سامنا ہے۔

پولیس محمود احمد کو تھانہ میں لے گئی جس پر فوری طور پر احمدیوں کے ذمہ دار افراد نے پولیس سے رابطہ کر کے انہیں رہا کروایا۔ رہائی کے لئے انہیں ایک بیان حلفی دینا پڑا۔ یہ گرفتاری سراسر بے بنیاد اور غیر قانونی بنیادوں پر عمل میں لائی گئی تھی۔

....

احمدیوں کی زمین پر قبضہ

قیام پور ورکاں، ضلع گوجرانوالہ؛ 14/مارچ 2015ء: یہاں کے ایک احمدی حافظ جری احمد کے والد نے 1974ء سے قبل مسجد کے لئے 4/ایکڑ رقبہ ہبہ کیا تھا۔ مسجد جب تعمیر ہو گئی تو اس میں احمدی اور اہلِ سنّت والجماعت لوگ باہم افہام وتفہیم سے الگ الگ نمازیں ادا کرتے رہے۔ 1974ء میں ہونے والی آئین کی دوسری ترمیم کے بعد احمدیوں کو یہ کہہ دیا گیا کہ وہ اپنی مسجد الگ بنا لیں۔ چنانچہ باہمی رضامندی کے ساتھ چار ایکڑ کے اس رقبہ کو دو برابر کے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

اب کئی دہائیاں گزرنے کے بعد ایک شر پسند شخص جس کا نام وقاص احمد بتایا جاتا ہے احمدیوں کو پریشان کر رہا ہے۔ یہ شخص دور دراز کے علاقوں سے ملاّؤں کو بلواتا اور کھلے عام جماعتِ احمدیہ کے خلاف جلسے کرواتا ہے۔ 14/مارچ 2015ء کو اس شخص نے مسجد کے لئے جماعتِ احمدیہ کے حصہ میں آنے والے دو ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ کر لیا۔ اب یہ معاملہ مقامی پنچایت میں چل رہا ہے۔

....

عدالتِ عالیہ کی حکم عدولی

گلشنِ راوی، لاہور؛ مارچ 2015ء: ہماری گزشتہ کچھ رپورٹس میں ذکر کیا گیا تھا کہ لاہور کے علاقہ گلشنِ راوی میں احمدیوں کے نماز سنٹر کو پولیس نے بند کر کے سربمہر کر دیا ہے اور یہ کہ معاملہ اب عدالت میں چل رہا ہے۔ غیر احمدیوں کی جانب سے شہزاد نامی ایک وکیل نے اس معاملہ پر حکمِ امتناعی بھی حاصل کیا ہوا ہے۔

مارچ کے مہینہ میں ایسا ہوا کہ شہزاد نے اپنی طرف سے کسی غیر احمدی شخص کے ساتھ جس کا نام عثمان بتایا جاتا ہے اس پراپرٹی کا کرایہ نامہ تحریر کیا اور پھر ایک دن اس گھر میں تالہ توڑ کر داخل ہو گیا اور اس میں عثمان کا سامان منتقل کرنے لگا۔ احمدیوں کو معلوم پڑا تو انہوں نے فوری طور پر پولیس اسٹیشن رابطہ کیا۔ ایس ایچ او نے فریقین کو تھانہ میں طلب کیا اور دونوں کو وارننگ دی کہ جب تک عدالت کا فیصلہ نہیں آجاتا فریقین میں سے کسی کو نہ تو اس مکان میں داخل ہونے کی اجازت ہے اور نہ ہی اس سے کوئی سامان وغیرہ نکالنے یا اس میں داخل کرنے کی۔ خلاف ورزی پر قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے احمدیوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اس پراپرٹی پر اپنا کوئی چوکیدار متعین کر سکتے ہیں۔

ایک عرصہ سے احمدیوں کے نماز سنٹر میں ان کا داخلہ ممنوع ہے۔

....

لاہور میں اینٹی احمدیہ کانفرنسز

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے فروری اور مارچ کے مہینوں کے دوران لاہور کے مختلف علاقوں میں ختمِ نبوّت کانفرنسز کیں۔ ان میں سے چند کی مختصر رویداد ذیل میں درج کی جاتی ہے:

گلستان کالونی، مصطفیٰ آباد: 28/فروری کو جمعہ کے روز عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت نے گلستان کالونی مصطفیٰ آباد کی ایک مسجد میں ختمِ نبوّت کانفرنس کی۔ ڈیڑھ سو کے قریب لوگ اس میں شامل ہوئے۔ تقاریر کرنے والے ملاّؤں نے دِل کھول کر جماعتِ احمدیہ کے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے کا کام کیا۔ ایک مقرر نے جس کا نام قاری منیب بتایا جاتا ہے کہا:

'ہمیں احمدیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا ہوگی۔ اگرچہ ہم ان کانفرنسوں میں شامل ہوتے ہیں لیکن کانفرنس کے بعد اپنے فرض ادا کرنا بھول جاتے ہیں۔'

سمن آباد؛ فروری/مارچ 2015ء: مخالفینِ احمدیت نے یہاں تین روزہ اینٹی احمدیہ کورس کروایا۔ اس کورس کی اختتامی تقریب میں اسناد تقسیم کی گئیں اور پبلک میں کھلے عام اینٹی احمدیہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس تقسیمِ اسناد کی تقریب میں تقریر کرنے والے ملاّؤں نے ختمِ نبوّت کے عقیدہ پر ایمان لانے، احمدیوں کی قانونی اور آئینی حیثیت اور امام مہدی کے ظہور کے بارے میں اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ ان لوگوں نے (نعوذ باللہ) احمدیت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی ایک جماعت کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔

مسلم ٹاؤن؛ یکم مارچ 2015ء: یہاں پر مجلس احرارِ اسلام نے ختمِ نبوّت کانفرنس کروائی۔ متعدد ملاّؤں نے اس کانفرنس میں شرکت کی جن میں الیاس چنیوٹی اور خواجہ خلیل بھی شامل ہیں۔ اس کانفرنس میں ایک سو کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ اس کانفرنس میں ختمِ نبوّت کے جلسے جلوسوں کے دوران مرنے والے لوگوں کی تعریف کی گئی جبکہ اشتعال انگیز تقاریر بھی ہوئیں۔

فیض باغ؛ 2/مارچ 2015ء: یہاں پر دیوبندیوں کے زیرِ انتظام جماعتِ احمدیہ کی مسجد کے نزدیک ایک جگہ پر ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوّت کے نام پر کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں بھی ڈیڑھ سو کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔ مقررین میں جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والا میاں مقصود اور پیر سیف اللہ خالد بھی شامل تھے۔ مزید برآں مقامی ایس پی (CIA) اور ایڈووکیٹ ملک آصف جاوید نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔

منصورہ؛ 3/4 مارچ 2015ء: لاہور میں موجود جماعتِ اسلامی کے مرکز 'منصورہ' میں تحفّظ ناموسِ رسالت کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ کی صدارت لیاقت بلوچ نے کی۔ اس میٹنگ میں وفاقی وزیر برائے ریلوے خواجہ سعد رفیق اور پاکستان تحریکِ انصاف کے محمود الرشید نے بھی شرکت کی۔ اس میٹنگ کے بعد یہ اعلان جاری کیا گیا کہ 5/اپریل کے روز اسلام آباد میں تحفّظ ناموسِ رسالت مارچ کیا جائے گا۔ اس مارچ کے لئے ایک جھنڈا تیار کیا جائے گا جس پر تحریر ہوگا 'میں ایک مسلمان اور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں'۔ اس مارچ میں ناموسِ رسالت کے لئے قوانین وضع کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ فروری کے مہینہ میں لاہور میں موجود حکومتی عمارت ایوانِ اقبال میں بھی ایک ختمِ نبوّت کانفرنس کی گئی تھی جس کی رپورٹ اس سے قبل شائع کی جا چکی ہے۔

ان تمام کانفرنسوں میں مقرّرین نے کانفرنس کے شرکاء کو جماعتِ احمدیہ کے خلاف اشتعال دلایا اور انتہائی ناروا زبان استعمال کی۔ جماعتِ احمدیہ کے خلاف ملاّں کو گندہ ذہنی اور نفرت اور اشتعال پھیلانے کی کھلی اجازت ہونا حکومت کے ان دعاوی پر سوال اٹھاتا ہے کہ وہ فرقہ واریت اور شدّت پسندی کے خلاف حقیقی طور پر کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے؟

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

1911ء میں وفات پانے والے چند اصحاب احمد رضی اللہ عنہم

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5/مارچ 2011ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ کے چند ایسے اصحاب کا ذکرخیر کیا ہے جنہوں نے سوسال قبل (1911ء میں) وفات پائی۔

حضرت حافظ احمد الدین صاحبؓ

حضرت حافظ احمد الدین صاحبؓ (یکے از 313 اصحاب) ولد حافظ فضل الدین صاحب چک سکندر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ نے 24 ستمبر 1892ء کو بیعت کی توفیق پائی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت کا اندراج 355 نمبر پر موجود ہے جہاں پیشہ زمینداری لکھا ہے۔ 313 کبار صحابہ میں آپؓ کا نام 202 نمبر پر ہے۔ آپ نے 1911ء میں وفات پائی۔

آپ کی ایک بیٹی حضرت حافظہ زینب بیگم صاحبہ زوجہ حضرت حافظ مولوی فضل الدین صاحبؓ آف کھاریاں یکے از 313 اصحاب (وفات 14/اکتوبر 1932ء) نہایت مخلص اور پارسا خاتون تھیں، لجنہ اماء اللہ کھاریاں کی پہلی (اور تاوفات) صدر تھیں۔ 1948ء میں وفات پائی۔

حضرت حاجی شیخ الٰہی بخش صاحبؓ

حضرت حاجی شیخ الٰہی بخش صاحبؓ گجرات کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے تاجر کتب تھے۔ آپ نے 1899ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ آپ کی بیعت کا اندراج اخبار 'الحکم' 10 نومبر 1899ء میں شائع شدہ ایک فہرست نومبائعین میں نمبر 82 پر درج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'حقیقۃالوحی' میں آپؓ کا نام ایک پیشگوئی کے مصدّقین میں درج ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ 7 مارچ 1907ء کو حضور کو الہام ہوا پچیس دن۔ یا یہ کہ پچیس دن تک۔ جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ آئندہ پچیس دنوں تک جو 31 مارچ تک بنتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے۔ چنانچہ 31 مارچ 1907ء کو آسمان سے ایک شہاب ثاقب قریباً 3 بجے دوپہر ٹوٹا جو ملک بھر میں دیکھا گیا۔ حضور علیہ السلام نے 50 گواہیاں اس نشان کی درج فرمائی ہیں جن میں آپؓ بھی شامل تھے۔

1908ء میں فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب کی قادیان آمد کے موقع پر جن احباب نے اُن کا استقبال کیا ان میں بھی حضرت شیخ الٰہی بخش صاحبؓ شامل ہوئے۔

آپ ایک مخلص اور مفید سلسلہ وجود تھے۔ گجرات شہر میں آپ کی رہائش احمدی احباب کے لیے ایک سرائے تھی۔ آپ نے اواخر 1911ء میں لاہور میں ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہوکر وفات پائی اور امانتاً وہیں دفن کئے گئے۔ آپ موصی تھے۔

1921ء میں آپؓ کے پوتے محترم شیخ عبدالغفور ابن حضرت شیخ رحیم بخش صاحبؓ صاحب نے الفضل میں اشتہار دیا کہ دیہات کے احمدی جو گجرات شہر میں رات کو ٹھہرنا چاہیں وہ اُسی طرح ہمارے ہاں آیا کریں جس طرح ہمارے والد کے وقت آیا کرتے تھے۔

1957ء میں آپؓ کی پڑپوتی محترمہ امۃالحفیظ صاحبہ بنت شیخ عبدالکریم صاحب کا نکاح مکرم عبدالعزیز جمن بخش صاحب آف سورینام کے ساتھ پڑھاتے ہوئے، حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ''یہ ایک پرانا مخلص خاندان ہے، ذرا اوپر جاکر یہ خاندان حضرت خلیفہ اولؓ کے خاندان سے مل جاتا ہے......لڑکی کے دادا شیخ رحیم بخش صاحب اور پڑدادا شیخ الٰہی بخش صاحب بھی پرانے صحابی تھے''۔

آپ کے بیٹے حضرت شیخ رحیم بخش صاحبؓ نے خلافت ثانیہ کے ابتدائی سالوں میں وفات پائی۔ آپؓ کے پوتوں میں مکرم شیخ عبدالغفور صاحب، مکرم شیخ عبدالکریم صاحب (وفات 1944ء) کے علاوہ مکرم شیخ عبدالعزیز صاحب (وفات 11 مئی 1973ء) بھی شامل تھے جو بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے مکرم سجاد احمد خالد صاحب (مربی سلسلہ) کو وقف کیا اور ان سے عہد بھی لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اُنہیں بیٹا دے تو اُسے بھی دین کی راہ میں وقف کرنا۔ چنانچہ انہوں نے اس عہد کو نبھاتے ہوئے اپنے بیٹے مکرم حافظ جواد احمد صاحب (مربی سلسلہ) کو بھی وقف کیا۔

حضرت میاں کریم بخش صاحبؓ باورچی

حضرت میاں کریم بخش صاحبؓ ریاست پٹیالہ کے قصبہ پائل کے رہنے والے تھے۔ آپ ایک کاریگر باورچی تھے اور کھانا پکانے میں مہارت حاصل تھی۔ آپ بیعت کے بعد قادیان میں ہی رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ''حقیقۃالوحی'' میں اپنے ایک نشان'' (7) ساتواں نشان۔ 28 فروری 1907ء کی صبح کو یہ الہام ہوا ''سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔'' کا ذکر کرکے ساتھ ہی اس پیشگوئی کے قبل از وقت سننے والے گواہوں کے اسماء بھی درج فرمائے ہیں جہاں آپؓ کا نام ''کریم بخش خانساماں'' بھی مذکور ہے۔

آپؓ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں:

حضرت صاحب کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک شخص میاں کریم بخش نامی بیعت میں داخل ہوا اور قادیان میں ہی رہ پڑا۔ یہ شخص بڑا کاریگر باورچی تھا، حضرت صاحب جب کبھی اُسے کھانے کی فرمائش کرتے تو اس کا کمال یہ تھا کہ اتنی تھوڑی دیر میں وہ کھانا تیار کرکے لے آتا کہ جس سے نہایت تعجب ہوتا۔ حضرت صاحب فرماتے: میاں کریم بخش! کیا کہنے سے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا؟ اور اس کی پھرتی پر اور عمدہ طور پر تعمیل کرنے پر بڑے خوش ہوتے تھے اور اس خوشی کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس خوشی نے اس کو ایسا خوش قسمت کردیا کہ وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوا اور آپ کے عین قدموں کی طرف اسے جگہ ملی۔

آپؓ نے 14 مارچ 1911ء کو وفات پائی۔

حضرت چودھری عنایت اللہ خان صاحبؓ

حضرت چودھری عنایت اللہ خان صاحبؓ بدوملہی ضلع نارووال (اُس وقت ضلع سیالکوٹ) کے رہنے والے تھے۔ آپؓ نے 1911ء میں وفات پائی۔ آپؓ بڑے ہی نیک دل اور فیاض طبیعت اور پُرجوش احمدی تھے۔

حضرت مولوی مہر بخش صاحبؓ۔ سہارنپور

حضرت مولوی مہر بخش صاحبؓ مختار و میونسپل کمشنر رُڑکی بڑے مخلص احمدی اور انجمن احمدیہ سہارنپور کے صدر تھے۔ آپؓ نے مارچ 1911ء میں وفات پائی۔ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کے زمانہ قیام رُڑکی میں آپؓ احمدی ہوئے تھے اور ایسے پُرجوش اور باحمیّت تھے کہ کسی سنگدل کو بھی تبلیغ کرنے میں تأمّل نہ کرتے تھے۔ مخالفت کی کبھی پرواہ نہ کی۔ اپنے مکان پر ترجمۃالقرآن کا مدرسہ جاری کررکھا تھا۔ کچہری سے فرصت کا تمام وقت مدرسہ میں صَرف کرتے تھے۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

اہلیہ حضرت میاں سردار خانصاحبؓ کپورتھلوی

کپورتھلہ کی جماعت کے اکابرین میں حضرت میاں محمد خان صاحبؓ یکے از 313 اصحاب (وفات 1904ء) حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستگی، وارفتگی، فدائیت اور عشق میں آپؓ اپنی مثال آپ تھے۔ آپؓ کے ایک بھائی حضرت میاں سردار خان صاحبؓ نے 28/فروری 1890ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا پیشہ ملازمت فوج ریاست کپورتھلہ دفعدار رسالہ لکھا ہے۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ کی بیعت کا اندراج بھی رجسٹر بیعت اُولیٰ میں محفوظ ہے: 21/فروری 1892ء بمقام کپورتھلہ بیوی میاں سردار خانصاحب ملازم ریاست کپورتھلہ۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ حضرت اقدسؑ اپنے ایک سفر میں کپورتھلہ میں نزیل تھے۔ حضرت میاں سردار خان صاحبؓ نے اپنا مکان حضرت اقدسؑ اور آپ کے ہمسفر رفقاء کے لیے خالی کردیا تھا۔

آپؓ کی اہلیہ نے 1911ء میں وفات پائی۔

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ ایک مخلص وجود حضرت شیخ مولا بخش صاحبؓ آف لاہور یکے از 313 اصحاب (وفات 14/فروری 1928ء) کی اہلیہ محترمہ تھیں اور اُنہی کی طرح نیک اور صالحہ تھیں۔ آپ بفضل اللہ تعالیٰ ابتدائی موصیان میں سے تھیں۔ دونوں میاں بیوی کا وصیت نمبر 229 ہے۔ آپؓ نے 29 جنوری 1911ء کو لاہور میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کی چچی تھیں اور حضرت شیخ صاحب کی والدہ کی وفات کے بعد بچپن سے ان کی دیکھ بھال بھی کرتی رہی تھیں۔ چنانچہ آپؓ کی وفات پر حضرت عرفانی صاحبؓ نے ''میری پیاری امّاں، میری جان امّاں'' کے عنوان سے اخبار الحکم میں مختصر مضمون بھی لکھا۔ جس میں یہ بھی لکھا کہ مرحومہ نے 3 بیٹے اور 5 بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ میرے چچا مولوی مولا بخش صاحب ایک صوفی مزاج، رقیق القلب بزرگ ہیں (جو لاہور کے ایگزامینر آفس میں ملازم ہیں)۔ مرحومہ ایک نفس کش، غریب مزاج اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والی تھی۔ باوجود کثرت اولاد کے پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا۔

حضرت شیخ مبارک اسماعیل صاحبؓ بی اے بی ٹی (وفات 27 فروری 1966ء) حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کے بڑے بیٹے تھے۔

حضرت بخت روشن صاحبہؓ

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی والدہ ماجدہ محترمہ حضرت بخت روشن صاحبہؓ وزیرآباد کے مشہور خاندان حکیماں سے تھیں اور حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیرآبادی کی رشتہ میں ہمشیرہ تھیں۔ آپؓ نے بچپن ہی سے اپنے بچوں کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی، حضرت حافظ روشن علی صاحب کو قرآن کریم حفظ کرانا شروع کردیا جس کی تکمیل حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیرآبادی کے ذریعہ ہوئی۔ آپؓ ایک نیک سیرت اور نہایت پارسا خاتون تھیں۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ فرماتے ہیں: ہماری والدہ نے ہماری تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کی۔ ایک دفعہ مجھے ایک لڑکے نے بلایا کہ تمہارے کھیت میں کسی کا بیل چر رہا ہے، آؤ اس کے مالک کو گالیاں دیں۔ میں نے کہا ٹھہر جاؤ! میں اپنی والدہ سے پوچھوں۔ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا تو فرمایا ہرگز نہیں، چاہے بیل سارا کھیت کھا جائے گالی نہیں دینی، گالی دی تو زبان کاٹ دوں گی۔

آپؓ کے چار بیٹے تھے اور چاروں کو حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے:

حضرت پیر برکت علی صاحبؓ (وفات 29 جون 1924ء)
حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ (وفات فروری 1904ء)
حضرت پیر اکبر علی صاحبؓ (وفات جنوری 1920ء) اور
حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ (وفات 23 جون 1929ء)

محترمہ بخت روشن صاحبہ نے 29/اپریل 1911ء کو وفات پائی۔ آپؓ موصیہ تھیں، میت قادیان تو نہ پہنچ سکی لیکن یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب ہے۔

8 نومبر 1911ء کو حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ حیات النور صاحبہ نے بھی بعمر تقریباً 21 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

حضرت مہراں بی بی صاحبہؓ

حضرت مہراں بی بی صاحبہؓ (زوجہ شیخ میراں بخش صاحب) دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور کی رہنے والی تھیں۔ آپ ابتدائی موصیان میں سے تھیں اور وصیت نمبر 314 تھا۔ آپ نے یکم اپریل 1911ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

آپؓ حضرت شیخ نورالدین صاحب تاجر قادیان بعدہٗ کراچی وساہیوال (وفات 19 نومبر 1948ء) اور حضرت بھائی شیر محمد صاحب درویش (وفات 1974ء) کی والدہ تھیں۔

حضرت نور فاطمہ صاحبہؓ

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے حضرت چوہدری احمد علی صاحبؓ (وفات 1939ء) کی اہلیہ محترمہ نور فاطمہ صاحبہ بھی ایک نیک وجود تھیں۔ دونوں میاں بیوی کی بیعت کا ذکر اخبار بدر 29/اگست 1907ء میں موجود ہے۔ حضرت نور فاطمہ صاحبہؓ نے اواخر 1911ء میں وفات پائی۔ آپؓ ایک متقی اور دیندار اور عالمہ عورت تھی۔ وفات سے چند منٹ پہلے الحکم کی اعانت کی وصیت کی۔

محترم میاں محمد یٰسین صاحب سہارنپوری

محترم میاں محمد یٰسین صاحب گو کہ صحابہ میں شامل نہ تھے لیکن بڑے مخلص احمدی تھے۔ آپ اصل میں سہارنپور کے رہنے والے تھے لیکن اپنے کاروبار کے سلسلے میں کوہ منصوری (بھارت) میں اپنے بھائی مکرم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب کے ساتھ مقیم تھے جہاں آپ بھائیوں

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 08, 2015 – May 14, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 08, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 76-82 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'suspicion'.
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 53.
01:20	Tabligh Seminar Germany: Recorded on June 29, 2013.
02:25	Spanish Service: Programme no. 12.
03:10	Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hazrat Musleh Ma'ood[ra].
03:50	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Mumin, verses 24-51. Class no. 243. Recorded on April 28, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 64.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 83-92 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'firm beliefs'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 54.
07:00	Reception In Singapore: Recorded on September 26, 2013.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on May 2, 2015.
09:55	Indonesian Serivce
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Abas and Surah At-Takweer.
13:50	Seerat-un-Nabi: The topic is 'forgiving'.
14:30	Shotter Shondhane: Recorded April 30, 2015.
15:40	Dua-e-Mustajaab: Programme no. 35.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Reception In Singapore [R]
19:30	Hotel De Glace
20:05	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday May 09, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 20-27 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran [R]
01:00	Reception In Singapore [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2015.
03:20	Rahe Huda [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 65.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-101 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on August 30, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 61.
09:00	Question And Answer session: Recorded on December 8, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on May 8, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Infitaar and Surah Al-Mutaffifeen.
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Spotlight: An interview in Urdu with Abdul Mannan Naheed.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:45	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:50	World News
20:05	Jalsa Salana UK Address [R]
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday May 10, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-101 with Urdu translation.
00:45	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
01:05	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
01:35	Jalsa Salana UK Address [R]
02:50	Friday Sermon [R]
04:00	Spotlight [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 68.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 102-110 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no.54.
06:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on March 25, 2012.
07:55	Faith Matters: Programme no. 169.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 7, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 4, 2014.
12:10	Tilawat: Surah Al-Inshiqaaq and Al-Burooj.
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 8, 2015.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:30	Guftugu
16:50	Kids Time: Programme no. 45.
17:25	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches
21:10	Open Forum
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday May 11, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 102-110 with Urdu translation.
00:45	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00	Yassarnal Quran [R]
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:45	Roots To Branches [R]
03:15	Friday Sermon [R]
04:20	Open Forum [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 68.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 111-118 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: Sayings on the Holy Prophet Muhammad (saw) on Islam and its distinctive characteristics.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
06:55	Reception In Sydney: Recorded on October 18, 2013.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on June 8, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 16, 2015.
11:15	Marvellous Marble
12:00	Tilawat: Surah At-Taariq and Surah Al-Ghaashiyah.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 24, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar: Recorded on May 2, 2015.
15:05	Marvellous Marble [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on May 9, 2015.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Reception In Sydney [R]
19:40	Somali Service: Programme no. 12.
20:10	Seerat Hazrat Masih Ma'aood
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Marvellous Marble [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday May 12, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 111-118 with Urdu translation.
00:30	Dars-e-Hadith [R]
00:40	Al-Tarteel [R]
01:10	Reception In Sydney [R]
02:25	Kids time: Programme no. 45.
03:00	Friday Sermon [R]
04:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R
04:20	Medical Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 69.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 119-127 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no, 55.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on May 25, 2012.
08:10	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
08:30	Art Class
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 7, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 8, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Al-Fajr and Surah Al-Balad.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 169.
14:05	Shotter Shondhane: Recorded on May 2, 2015.
15:05	Spanish Service: Programme no. 6.
15:35	Noor-e-Mustafwi
16:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
16:20	Pakistan National Assembly: Programme no. 4.
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:35	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 8, 2015.
20:40	Aao Urdu Seekhain [R]
21:00	Pakistan National Assembly [R]
22:00	Faith Matters [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 13, 2015

00:15	World News
00:40	Tilawat [R]
00:40	Dars-e-Malfoozat [R]
00:50	Yassarnal Quran [R]
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:30	Noor-e-Mustafwi
03:00	Aao Urdu Seekhain [R]
03:20	Story Time [R]
04:10	Muslim Scientists
04:25	Art Class [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 70.
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 128-138 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'rights of orphans'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 37.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on August 31, 2013.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 8, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Al-Shams and Surah Al-Lail.
12:20	Al-Tarteel [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on July 24, 2009.
14:00	Shotter Shondhane: Recorded on May 3, 2015.
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time: Programme no. 45.
16:20	Faith Matters: Programme no. 169.
17:05	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:05	Jalsa Salana UK Address [R]
19:50	French Service: Horizons d'Islam. Episode 27
20:55	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:30	Kids Time [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 9, 2015.

Thursday May 14, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:15	Jalsa Salana UK Address [R]
03:00	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:45	Faith Matters [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 71.
06:05	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 139-147 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 55.
06:55	Reception In Brisbane: Recorded on October 23, 2013.
08:15	Beacon Of Truth: Recorded on March 08, 2015.
09:15	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Mumin, verses 52-79 Class No. 244. Recorded on May 5, 1998.
10:20	Indonesian Service
11:35	Japanese Service: Programme no. 13.
12:15	Tilawat: Surah Al-Dhuhaa to Surah Al-Alaq.
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:25	Beacon Of Truth [R]
14:25	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 8, 2015.
15:30	Aao Urdu Seekhain
15:50	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Bal Sal: Today's programme includes the events from May 27, 1913 to May 26, 1914.
16:15	Persian Service: Programme no. 26.
16:50	Tarjamatul Quran Class [R]
17:55	Yassarnal Quran [R]
18:20	World News
18:40	Reception In Brisbane [R]
19:50	Live German Service
21:05	Faith Matters: Programme no. 168.
21:50	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 08 May , 2015 Issue No. 19

عام طور پر معاشرہ کے بہت سے جھگڑے دنیاداری کی طرف حد سے زیادہ بڑھنے سے پیدا ہوتے ہیں

سچ بولنے کی عادت پر ہی اگر لجنہ کا شعبہ تربیت توجہ دے اور سو فیصد لجنہ کو سچ بولنے کی عادت پڑ جائے تو میں کہتا ہوں آدھی سے زیادہ کمزوریاں ہماری دُور ہو جائیں گی۔

اپنی نسلوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ ان کا اپنے پیدا کرنے والے خدا سے ایک زندہ اور سچا تعلق پیدا ہو جائے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ خود اپنے عملی نمونے دکھانے والی نہیں ہوں گی۔

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 10 /اکتوبر 2004ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اس دنیا میں جہاں ہر طرف دنیاداری اور اس کی چکا چوند ہے اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ اور کیا بوڑھا سب اس مادی دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اور عورت چونکہ اپنی فطرت کے باعث دنیاداری کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اس لیے عام طور پر ہر معاشرے کے بہت سے جھگڑے اس کے اس دنیاداری کی طرف حد سے زیادہ بڑھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ گھریلو جھگڑے یا فساد ہوں یا معاشرے کے جھگڑے عورت کا ہاتھ اس میں ضرور نظر آئے گا۔ بیٹے کی دولت پر، اس کے پیسے پر قبضہ کرنے کے لئے ساس بھی خود بہو پر ظلم کرتی ہے اور بیٹے سے بھی کرواتی ہے۔ خاوند کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے بعض دفعہ بیوی (جو بہو ہے) خود بھی ساس پر ظلم کرتی ہے اور اپنے خاوند سے بھی کرواتی ہے۔ نندیں ہیں وہ اپنے دائرے میں ظلم کرتی بھی ہیں، ظلم کرواتی بھی ہیں۔ اور آج کل کے آزاد معاشرے میں ایک عورت دوسری عورت کے خاوند کو دوستی اور آزادی کے نام دے کر چھیننے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اور اس کی بہت ساری مثالیں آپ کو مل جاتی ہیں۔ پھر راز حاصل کرنے کے لئے مردوں نے مردوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے حکومتی سطح پر ایجنسیوں میں عورتوں کو رکھا ہوتا ہے، عورتیں بھرتی کی جاتی ہیں تاکہ وہ مردوں کو، دنیادار مردوں کو، جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، اللہ کا خوف ان کے پاس سے بھی نہیں گزرا ہوتا، اپنے جال میں پھنسا کر دوستی کر کے اہم اور ملکی راز نکلوائیں، راز حاصل کریں۔ اور ایسی عورتیں بھی دنیا کے لالچ میں، ایسے کاموں میں بڑی بے حیائی سے ملوث ہو رہی ہوتی ہیں۔ غرض عورت اور مرد کے دنیا کے پیچھے دوڑنے اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہونے کی وجہ سے دنیا میں ایک فساد برپا ہے۔ اگر کوئی نیکی کی طرف مائل ہے اور بہت بڑی تعداد دنیا میں ایسی ہے جو سوائے چھوٹی موٹی ناجائز باتوں کے بڑی غلطیاں کرنے والی نہیں ہے۔ ان میں ایسی بھی ہیں جو نیکی کے کاموں میں، خدمت خلق کے کاموں کے لئے کوشش میں آگے بڑھی ہوئی ہیں ان کے لئے کوشش بھی کرتی ہیں، بڑی تکلیف اٹھا کر بعض دفعہ چندے بھی اکٹھے کرتی ہیں۔ لیکن اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ سوائے چند ایک کے یہ سب کام ایک وقتی جذبہ کے تحت ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک وقتی رحم کا جذبہ اس وقت ابھرتا ہے اور ایسے کام کرنے والیاں پھر دنیاداری میں کھو جاتی ہیں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا جو فہم ایک مومن میں ہونا چاہئے وہ اُن میں نہیں ہوتا۔ ایک مقصدِ حیات، ایک زندگی کا مقصد، ایک مطمح نظر، ایک ٹارگٹ (Target) انہوں نے نہیں بنایا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت وہ یہ سب کچھ نہیں کر رہی ہوتیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ یا نیکیوں میں آگے بڑھنا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ اس لئے انسانی ہمدردی کے تحت کوئی نیکی کرتی بھی ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ایک وقتی جذبہ کے تحت کر رہی ہوتی ہیں۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اب ان نیکیوں میں انہوں نے آگے بڑھنا ہے۔ اور اپنی دوسری بہنوں کو بھی اپنے ساتھ ان نیکیوں میں آگے لے کر نکلنا ہے، اُن میں بھی یہ جذبہ ابھارنا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ اور بندوں کے حقوق اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے لئے ادا کرنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے، عبدِ رحمٰن بننے کے لئے یا رحمٰن کی بندیاں بننے کے لئے ادا کرنے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت گزار بندی بننا ہے۔ دینی علوم سے بھی واقفیت حاصل کرنی ہے، روحانی اور اخلاقی اقدار کو بھی حاصل کرنا ہے۔ اپنی نسلوں کے مستقبل اور آخرت کی بھی فکر کرنی ہے اور اُس معاشرہ کی بھی فکر کرنی ہے، اُس معاشرے کے لئے بھی درد پیدا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے سے دور ہٹتا جا رہا ہے۔ بالکل آزادی کی طرف دوڑ رہا ہے اس معاشرہ کی دنیاوی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہے، مادی ضروریات کا بھی خیال رکھنا ہے، اس معاشرے کے ہر فرد کی روحانی ترقی کی طرف بھی اور اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ اس معاشرے کو بھی اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کروانی ہے۔ اِن فکروں سے جن کی مَیں مثالیں اوپر دے آیا ہوں دنیادار عورت کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ فکر اگر آج ہے اور ہونی چاہئے تو ایک احمدی عورت کو ہے۔ اِس فکر کو سینے میں رکھتے ہوئے آج اگر کوئی اپنے مذہب قوم اور وطن کی خاطر قربانی کا عہد کرنے والی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احمدی عورت کو یہ توفیق عطا فرمائی۔ آج اگر سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی کوئی عورت اور کوئی بچی ہے تو وہ احمدی عورت اور احمدی بچی ہے۔ آج اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اس کے دین کی خاطر، اپنی قوم کی خاطر، اپنا جان، مال، وقت قربان کرنے کا عہد کرتی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ آج اگر تمام دنیا کی عورتوں کو اپنے خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ دعوت مقابلہ دے رہی ہے اور یہ چیلنج دے رہی ہے کہ تم نے اگر ان نیکیوں پر عمل کرنا اور ان نیکیوں کو پھیلانا ہے تو اس کام میں اے دنیا والو! تم اس احمدی عورت کے نزدیک بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ آج ان نیکیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی پھیلانے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔

تو دیکھیں یہ کتنے بڑے عہد ہیں اور یہ کتنے بڑے دعوے ہیں جو آپ خدا اور رسول سے کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے دنیا کو چیلنج دے رہے ہیں۔ اور یہ عہد، یہ وعدہ اور یہ دعویٰ آپ اپنے ہر اجلاس اور ہر اجتماع میں کرتی ہیں اور آج بھی اس وقت بھی آپ نے یہ عہد دہرایا ہے۔ کچھ کمزور شاید اس عہد کو پوری طرح نہ سمجھ سکتی ہوں اور دوسروں کی دیکھا دیکھی عہد دہرا دیتی ہوں لیکن ان میں بھی پاک فطرت ہے۔ ان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے اس فطرت کو چمکانے کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے۔ تبھی تو ان میں سے بہت ساری تکلیف اٹھا کر، خرچ کر کے، اپنے بچوں کو تکلیف میں ڈال کر، دور دراز شہروں سے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کے لئے حاضر ہوئی ہیں تاکہ اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ دے سکیں، اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ دے سکیں اور پھر ان علمی اور روحانی باتوں کو اپنے عمل کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں میں بھی رائج کر سکیں، ان کو بھی یہ تعلیم دے سکیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا آج اگر دنیا کے رائج نظام سے ہٹ کر اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اکٹھی ہو کر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی سکیمیں سوچنے والی عورتیں ہیں تو صرف احمدی عورتیں ہیں اور ہونی چاہئیں۔ اگر کوئی اپنے آپ کو احمدی کہتی ہے اور اس میں یہ بات نہیں ہے تو اس کو اپنے بارہ میں سوچنا چاہئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نصیحت کی بات کو دہراتے رہنا چاہئے اس لئے میں چند باتیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جو عورت کی فطرت میں ہیں اور باوجود اِس کے کہ آپ میں اکثریت نیکیوں پر قائم ہے اور بری باتوں سے بچنے والی ہے اور ایمان، یقین اور فراست اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے بہتوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن شیطان اپنے کام کے مطابق اپنی فطرت کے مطابق موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور موقع پا کر جب بھی حملہ کر سکے شیطان حملہ کرتا ہے۔ اس لئے مومن کو نیک باتوں کی جگالی کرتے رہنا چاہئے، ان کو دہراتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس وجہ سے چند باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا جو کہ بطور یاددہانی کے ہیں تاکہ یاددہانی ہو جائے اور شیطان سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیعت لیتے وقت ایمان لانے والی عورتوں کو جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ فرمایا: ’’لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا‘‘۔ بعض عورتیں بعض دفعہ اپنی کمزور طبیعت کی وجہ سے یا پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے یا وہمی طبیعت کی وجہ سے کیونکہ عورتوں میں وہم بھی بڑا پایا جاتا ہے، شرک کے بہت قریب ہو جاتی ہیں۔ غیروں میں دیکھیں تو یہ مثالیں بہت زیادہ نظر آتی ہیں۔ مزاروں پر چڑھاوے چڑھائے جا رہے ہوتے ہیں اور اُن میں سے ایک بہت بڑی تعداد عورتوں کی ہوتی ہے۔ پھر گھروں میں تعویذ کرنے والی عورتوں کا آنا جانا ہوتا ہے۔ آپ جس معاشرے سے آئی ہیں وہاں آپ کو اکثر ایسی مثالیں نظر آئیں گی کہ پیروں فقیروں کے پاس جا کر تعویذ وغیرہ لئے جاتے ہیں۔ کسی نے بہو کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے ساس کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے ہمسائی کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے خاوند کے حق میں تعویذ لینا ہے۔ بے تحاشا بد رسمیں پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ سب عورتوں کی بیماریاں ہیں کہ یہ شرک کی طرف بڑی جلدی مائل ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ کو کچھ نہ سمجھنا۔ نماز، دعا کی طرف توجہ نہ ہونا۔ اگر فکر ہے تو پیروں فقیروں کے ہاں حاضریاں دینے کی ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس جنجال سے نکالا ہوا ہے۔ پھر بعضوں نے اپنی اولاد کو بت بنایا ہوا ہے۔ کوئی

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں